رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سلطان العارفین حضرت

سیدنا بایزید بُسطامی

یوم وصال

۱۵ شعبان المکرم

۲۶۹ ھجری

لَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

ولی ہوندے نے جتھے اوہ سدا دربار وسدے نے

اوہ تھانواں وسدیاں نے جتھے خدا دے یار وسدے نے

یوسفِ مصرِ محبت

حصہ اوّل

تالیف

خادم دین اسلام

مُنیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "[illegible]" لاہور



ملنے کا پتہ

جامع مسجد نگینہ

977-A بلاک B-III گجرپورہ (چائنہ) سکیم لاہور

042-36880027-28,0300-4274936

عارف یزدانی' حبیب ربانی سلطان العارفین

حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۱۳۶ھ وصال: ۱۴ شعبان ۲۶۱ھ

حبیب ربانی' عارف یزدانی' سلطان العارفین' حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ العزیز ایران کے شہر "بسطام" میں ۱۳۶ھ بمطابق ۷۵۲ یا ۷۵۳ء میں پیدا ہوئے۔

آپ کا نام نامی "طیفور" ہے۔ طیفور بن عیسیٰ بن آدم بن سروشان۔ آپ کے والد گرامی بہت بڑے زاہد اور نیک بزرگ تھے۔ آپ کے دادا شروع میں بت پرست تھے مگر بعد میں اُنھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ کے دو بھائی بھی تھے حضرت آدم رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت علی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ جو عابد و زاہد تھے مگر آپ زہد و عبادت میں اُن سے بڑھے ہوئے تھے۔ ۱ حضرت خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ حضرت شیخ احمد خضرویہ' حضرت ابو حفص اور یحییٰ معاذ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہم عصر تھے۔ آپ نے حضرت شفیق بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ ۲

آپ پیدائشی ولی تھے۔ آپ نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی۔ کسے معلوم تھا کہ یہ یتیم بچہ آگے چل کر روحانیت اور شہرت کی انتہائی بلندیوں کو چھو لے گا اور سلطان العارفین کہلائے گا۔ آپ عارفانِ الٰہی کے سلطان' حجۃ الخلائق' اکابرین مشائخ میں سے ہیں۔ اسرار و حقائق کی مہارت میں آپ ثانی نہیں رکھتے۔ آپ ہمیشہ ہی قربِ الٰہی کے مقام پر رہتے۔ ۳

مادر زاد ولی:

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں۔ ابھی ابو یزید میرے شکم میں تھے اگر میں

---

۱ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۵۱ از حضرت نور بخش توکلی رحمہ اللہ تعالیٰ چھاپہ نوری بک ڈپو لاہور۔
۲ نفحات الانس ص ۵۶ فارسی۔ ۳ تذکرۃ اولیاء جلد اص ۱۳۴۔۱۳۵۔

بھی ایسا لقمہ منہ میں ڈال لیتی جو مشتبہ ہوتا تو آپ پیٹ میں تڑپنے لگتے آپ آرام نہ فرماتے یہاں تک کہ میں اُس لقمے کو منہ سے نکال لیتی۔ [۴]

آپ معرفت کے آسمان اور محبتِ الٰہی کی کشتی ہیں اور بزرگ ترین تبع تابعین میں سے گنے جاتے ہیں۔ مشائخِ طریقت میں آپ کا حال سب سے بڑھ کر اور شان سب سے بڑی ہے۔ [۵]

حضرت ابو القاسم جنید بن محمد بن جنید البغدادی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں: اَبَا یَزِیْدُ مِنَّا بِمَنْزِ لَہٗ جِبْرَائِیلَ مِنَ الْمَلَائِکَۃ [۶] ''(حضرت خواجہ بایزید بسطامی (رحمۃ اللہ علیہ) کا ہم میں وہ درجہ ہے جو حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کا فرشتوں میں درجہ ہے''۔

''نفحات الانس'' میں حضرت مولانا عبد الرحمان جامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں' ''حضرت شیخ ابو یزید بسطامی علیہ الرحمہ کے متعلق منقول ہے ''چون بایزید نمازی کردی قعقعہ استخوان سینہ وی بیرون می آمدی وی شنید ندی از ھیبت حق و تعظیم شریعت''۔ [۷] جب حضرت بایزید قدس سرہٗ العزیز نماز پڑھتے تھے تو اُن کے سینے کی ہڈیوں سے چٹکنے کی آواز اس طرح نکلتی تھی کہ لوگ اس آواز کو سن لیتے تھے' اُن کی ہڈیوں سے یہ آواز ہیبتِ الٰہی اور شریعت کی تعظیم و تکریم کی وجہ سے نکلتی تھی''۔

شجرۂ طریقت:

آپ علیہ الرحمہ کا شجرۂ طریقت یوں ہے: بایزید بسطامی علیہ الرحمہ ...... حضرت امام جعفر صادق (رضی اللہ عنہ) .... حضرت قاسم بن محمد (رضی اللہ عنہ) .... حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) .... حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ)۔

تقویٰ و پرہیز گاری:

ایک روز آپ کو ذوقِ عبادت حاصل نہیں ہو رہا تھا۔ خادم کو حکم فرمایا کہ معلوم

---

[۴] تذکرۃ الاولیاء ۱۳۵ (فارسی)۔ [۵] کشف المحجوب شریف ص ۹۸ (فارسی)۔ [۶] کشف المحجوب شریف ص ۹۸ (فارسی)' تذکرۃ الاولیاء ص ۱۳۵ (فارسی)۔ [۷] نفحات الانس ص ۵۷ (فارسی)

کرو کہ آج گھر میں کیا چیز موجود ہے جو سوہانِ روح بن گئی ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک خوشہ انگور رکھا تھا۔ فرمایا: اسے فوراً کسی کو دے دو۔ میرا گھر میوہ فروش کی دکان نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خوشہ انگور دینے کے فوراً بعد آپ علیہ الرحمہ کی عبادت میں لذت وسرور پیدا ہو گیا۔

متبعِ سُنّتِ مبارک:

حضرت خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ عاشقِ رسول ﷺ اور طالبِ حق تھے۔ آپ علیہ الرحمہ کا طریقۂ تصوّف (طریقۂ طیفوریہ) بھی عشقِ رسول ﷺ سے خصوصی طور پر مربوط ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے ''مثنوی اسرارِ خودی'' میں لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ اِس قدر عاشقِ رسول ﷺ اور سُنّتِ مبارک کی پیروی کرنے والے تھے کہ خربوزہ نہ کھاتے تھے کیونکہ اس پھل کے کھانے کا مسنون طریقہ اُنہیں معلوم نہ تھا۔ اِس کامل تقلید کا نام ''عشق'' ہے۔

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک دفعہ لوگوں نے مجھ سے کہا فلاں شہر میں ایک ولی رہتا ہے۔ (فرماتے ہیں) میں اُٹھا اور اُس کی زیارت کا قصد کیا۔ جب میں اُس کی مسجد میں پہنچا تو وہ اپنے گھر سے باہر نکلا اور اُس نے مسجد میں قبلہ کی طرف تھوک دیا' میں اُسے سلام کئے بغیر وہاں سے واپس لوٹا اور میں نے دل میں کہا ولی کو چاہئے کہ اپنے اُوپر شریعت کی حفاظت لازم کرے تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہ الکریم اُس کے حال کو اپنی نگاہ میں رکھے۔ اگر یہ آدمی ولی ہوتا تو عظمتِ قبلہ کو محفوظ رکھتے ہوئے اُس کی طرف تھوک نہ پھینکتا۔ اور صحتِ کرامت کے پیشِ نظر اُس کے حق کی رعایت کرتا۔ آپ اُس شخص سے ملے بغیر بلکہ سلام کئے بغیر واپس چلے آئے کہ وہ شخص مقامِ ولایت پر قائم نہیں تھا۔ ایسے شخص سے ملنا لوگوں کو بے راہ رو کرنے والی بات ہے۔ قبلہ کی طرف تھوکنا اور مسجد میں تھوکنا انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے۔ فرماتے ہیں اُسی رات میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے بایزید جو عمل تو نے کیا

اُس عمل کی برکتیں تیرے اَندر پہنچ گئیں۔ دوسرے روز میں اُس درجہ تک پہنچ گیا جہاں تم مجھے دیکھتے ہو۔ ۸

واقعہ:

حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے ایک قوم کی اِمامت کی اور نماز کی حالت میں اُس نے قبلہ شریف کی طرف تھوک دیا۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو دیکھ رہے تھے۔ جب وہ اِمام نماز پڑھا کر فارغ ہوا تو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس قوم کے لوگوں کو فرمایا: **لَا یُصَلِّیْ لَکُمْ فَاَرَادَ بَعْدَ ذَالِکَ اِنْ یُّصَلِّیَ لَھُمْ فَمَنَعُوْہُ فَاَخْبَرُوْہُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَکَرَ ذَالِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ نَعَمْ وَحَسِبْتُ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّکَ قَدْ اٰذَیْتَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ** ۹ ”آئندہ یہ تمہیں نماز نہ پڑھائے۔ اس کے بعد اُس نے (اگلی) نماز پڑھانا چاہی تو لوگوں نے اُس کو روک دیا اور اُسے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ عالی شان سے آگاہ کیا۔ (وہ شخص بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! (میں نے لوگوں کو تمہارے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا حکم دیا ہے)۔ راوی فرماتے ہیں مجھے خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: کہ تو نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسول (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کو اذیت پہنچائی ہے“۔

مذکورہ بالا اِمام صاحب یقیناً صحابی رضی اللہ عنہ ہوں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانۂ حیات میں موجود تھے۔ گو اُنہوں نے ارادتاً خانہ کعبہ کی طرف نہیں تھوکا تھا بلکہ اتفاقیہ طور پر بے بسی میں اُن سے یہ خطا سرزد ہوگی۔

جب اِتفاقاً عظمتِ کعبہ معظمہ پامال ہو تو اِمام اِمامت سے معزول کر دیا جاتا ہے جو جان بوجھ کر گستاخی اور بے اَدبی کرے وہ کب اِمامت کے لائق ہوسکتا

---

۸ کشف المحجوب شریف ص۱۹۵ (فارسی) تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص۱۳۶ (فارسی)۔ ۹ مشکوٰۃ ص ۷۱ ابوداؤد جلد ۱ ص ۶۷ فتح الباری جلد ۱ ص ۲۶۹ (طبع جدید) مرقاۃ جلد ۲ ص ۴۲۱۔

ہے؟ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے امامت کے منصب پر فائز صحابی رضی اللہ عنہ کی لاپرواہی اور اتفاقی غلطی کو امامت کے منصب کے مطابق درست نہ جانا حالانکہ کوئی صحابی رضی اللہ عنہ فاسق نہیں ہیں۔ اس کے باوجود اُن کا قبلہ مکرمہ کی طرف تھوکنا اللہ تبارک وتعالیٰ اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ایذا کا سبب بنا۔ اگرچہ اُس امام صاحب نے ارادتاً اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو ایذا دینے کے لئے اَیسا نہیں کیا تھا۔ ظاہر یہ ہے کہ اُس امام صاحب نے توبہ کرلی ہوگی اور امامت پر دوبارہ بحال کردیئے گئے ہوں گے۔

آج کل آزاد خیال اور بد مذہب لوگ کہتے ہیں کہ ہر امام کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے۔ ان سے پوچھا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی امام کسی شخص کی بیوی اغواء کرلے یا شراب پیتا اور جواء کھیلتا ہوا پکڑا جائے تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے؟ جبکہ ہمارے معاشرے کا حال یہ ہے کہ اگر کسی نمازی کو ذاتی طور پر امام سے اختلاف ہو تو اُس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ مقامِ عبرت ہے ذاتی مخالفت کی وجہ سے اچھے بھلے امام صاحب کو مسجد سے برخاست کردیا جاتا ہے لیکن اگر کوئی امام نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ صحابہ کرام یا اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم یا اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرے تو آزاد خیال' بے راہ رو اور بد مذہب لوگ کہتے ہیں یار نماز ہی پڑھنی ہے' ہماری نماز ہوجاتی ہے۔ اُن سے پوچھا جاسکتا ہے اے لوگو! اگر تمہارے خلاف مسجد کا اِمام وخطیب بات کرے تو تم اُس اِمام وخطیب کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ بتاؤ تم بڑے ہو یا پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بڑے ہیں؟

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارُ

حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز کا عمل مبارک عین عشق ومحبت اور ایمان کے تقاضوں کے مطابق تھا کہ آپ نے اُس شخص سے سلام لینا بھی گوارا نہ فرمایا۔ جس نے قبلہ معظمہ کی طرف اور پھر مسجد میں تھوک دیا حالانکہ وہ ولی مشہور تھا۔ بزرگانِ دین کے راستے پر چلنا چاہئے اسی میں فلاح وکامیابی ہے۔

خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ علیہ کا اَندازِ ملامت:

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں روایت کرتے ہیں' آپ سفر حجاز میں ایک شہر سے واپس آ رہے تھے کہ شور و غل ہوا کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ تشریف لائے ہیں۔ شہر کے لوگ آپ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوئے اور بڑی عزت و احترام کے ساتھ آپ کو شہر میں لائے۔ جس کی وجہ سے آپ اُن لوگوں کی رعایت میں مشغول ہوگئے۔ حضرت خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کی توجہ حق تعالیٰ سے ہٹ گئی جس سے آپ بہت پریشان ہوئے۔ جب آپ بازار تشریف لائے تو آپ نے اپنی آستین سے روٹی نکالی اور کھانے لگے یہ دیکھ کر سب لوگ آپ کے پاس سے ہٹ گئے اور آپ کو تنہا چھوڑ گئے۔ یہ واقعہ رمضان المبارک کا تھا اور آپ مسافر تھے۔ جو مرید آپ کے ہمراہ تھا اُس سے فرمانے لگے کہ تو نے دیکھا کہ اُن کے نزدیک ایک مسئلہ شریعت پر میں نے عمل کیا تو سب لوگ مجھے آزاد چھوڑ گئے۔ مسافر پر چونکہ روزہ کی رعایت ہے رکھے یا نہ رکھے۔ لوگوں نے آپ کی مسافری کو نہ دیکھا۔ آپ نے لوگوں کو اپنے سے دُور کرنے کے لئے یہ عمل کیا۔ [9]

طریقت کی راہ میں بہتر چیز:

لوگوں نے آپ سے پوچھا طریقت کی راہ میں کیا چیز بہتر ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: مادر زاد دوست۔ لوگوں نے عرض کیا' اگر یہ میسر نہ ہو تو پھر آپ نے فرمایا: کہ چشم بینا ہونی چاہئے۔ پھر پوچھا' اگر یہ بھی حاصل نہ ہو تو آپ نے فرمایا: پھر سننے والے کان ہونے چاہئیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر فرمایا: مرگِ مفاجات (ناگہانی موت)۔ [10]

عاجزی واِنکساری:

ایک دفعہ آپ جامع مسجد میں تشریف لے گئے اور اپنا عصاء زمین میں گاڑ دیا۔ اُس کے پہلو میں ایک اور شیخ نے اپنا عصاء زمین میں گاڑا ہوا تھا۔ اَیسا اِتفاق

---

[9] کشف المحجوب ص۵۲ (فارسی)۔ [10] تذکرۃ الاولیاء ص۱۳۵ (فارسی)۔

ہوا کہ آپ کا عصاء اُس شیخ کے عصاء پر پڑا۔ جس سے وہ گر گیا۔ شیخ نے جھک کر اپنا عصاء اُٹھایا اور وہ شخص گھر کو چل دیا۔ آپ اُس کے گھر پہنچے اور معافی مانگی اور فرمایا: آپ کو جھکنے کی تکلیف اِس لئے اُٹھانی پڑی کہ میں نے اَپنا عصاء اَچھی طرح نہ گاڑا تھا۔ ورنہ آپ کو جھکنے کی ضرورت پیش نہ آتی اور تکلیف نہ ہوتی۔ [۱۱]

تصوُّف:

آپ بڑے صائب الرائے اور صاحب اجتہاد تھے۔ کشف المحجوب شریف میں ہے کہ تصوُّف کے دس مشہور اماموں میں سے ایک آپ ہوئے ہیں۔ آپ سے پہلے اِس علمِ تصوُّف کے حقائق سے اِستنباط کا اِتنا ملکہ کسی کو حاصل نہیں ہوا تھا جتنا کہ آپ کو حاصل ہوا۔ دراصل آپ تمام اَحوال میں علم دوست اور شریعت کی تعظیم کرنے والے ہیں۔ برعکس اُس گروہ کے جو الحاد کی وجہ سے بناوٹی طور پر اپنے آپ کو آپ سے وابستہ کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ آپ کا اِبتدائی زمانہ مجاہدہ اور عملی ریاضت میں گزرا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: عَمِلْتُ فِي الْمُجَاهِدَةِ ثَلاَ ثِيْنَ سَنَةً فَمَا وَجَدْتُ شَيْئًا اَشَدُّ عَلَيَّ مِنَ الْعِلْمِ وَمَتَا بِعَتِهٖ وَلَوْلَا اخْتِلَافُ الْعُلَمَآءِ لَبَقِيْتُ وَاِخْتَلَافُ الْعُلَمَآءِ رَحْمَةٌ اِلَّا فِي تَجْرِيْدِ التَّوْحِيْدِ [۱۲] ''میں نے تیس سال تک مجاہدہ کیا۔ اِس عرصہ میں علم اور اُس کی متابعت سے زیادہ سخت کوئی چیز مجھے معلوم نہ ہوئی اور اگر علماء کا اِختلاف نہ ہوتا تو میں سب اُمورِ دین کے اَدا کرنے سے قاصر رہ جاتا اور دین کا حق نہ اَدا کر سکتا۔ لیکن خالص توحید الٰہی کے سوا سب اُمور میں علماء کا اختلاف رحمت ہے۔ اور در حقیقت اَیسا ہی ہے کیونکہ طبیعت علم کی نسبت ہے''۔

رازقِ حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہُ الکریم ہے:

ایک بار ایک امام کے پیچھے آپ نے نماز پڑھی۔ جب نماز ختم ہوئی تو امام

---

[۱۱] تذکرۃ الاولیاء، جلد ا، ص ۱۵۳۔ [۱۲] کشف المحجوب ص ۹۸ (فارسی)۔

صاحب نے حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا آپ نہ تو کوئی کام کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سے کچھ لیتے ہیں پھر آپ کس طرح گزارہ کرتے ہیں اور کہاں سے کھاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: پہلے مجھے دوبارہ نماز پڑھ لینے دو پھر تمہیں بتاتا ہوں۔ امام صاحب نے عرض کیا' نماز کو دوبارہ پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا: ایسے شخص کے پیچھے نماز درست نہیں جو رازق (حقیقی) کو نہیں پہچانتا۔ ۱۳

طالب علمی کے دَور کا واقعہ:

نقل ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو مکتب میں پڑھنے کے لئے بھیجا دورانِ تعلیم جب سورۂ لقمان کی اِس آیتِ مبارک پر پہنچے کہ: اَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ط .... ۱۴ یعنی "میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو"۔ آپ نے اُستادِ گرامی سے اِس آیتِ مبارک کا مطلب پوچھا۔ آپ کے دِل پر بڑا اثر ہوا۔ آپ نے اُستادِ محترم سے گھر جانے کی اجازت چاہی۔ جب آپ گھر آئے تو والدہ محترمہ نے گھر آنے کی وجہ پوچھی اور فرمایا کہ مسجد سے کوئی ہدیہ لائے ہو یا کوئی عذر در پیش آیا ہے؟ آپ نے عرض کیا' نہیں بلکہ سورۂ لقمان کی آیتِ مبارک سن کر میرے دِل پر اثر ہوا اور اُس کے متعلق میں عرض کرنے آیا ہوں کہ میں دونوں خدمات بجا طور پر ادا نہیں کر سکتا یا تو آپ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم سے مانگ لیجئے کہ میں بالکل آپ ہی کا ہو رہوں یا اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم ہی کی طرف سونپ دیجئے کہ اُسی کا ہو رہوں۔ تو والدہ ماجدہ نے جواباً فرمایا: اے پسر ترا در کارِ خدای کردم وحق خویشتن بتو بخشیدم برو وخدای را باش۔ "اے بیٹے میں نے تجھے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم) کے حوالے کیا اور میں نے تجھے اپنا حق بخش دیا"۔ یہ سن کر آپ بسطام شہر سے چلے گئے اور تیس سال تک جنگلات میں ریاضت کرتے رہے اور ایک سو تیس بزرگوں کی خدمت سرانجام دی۔ اُن سے مستفیض ہوئے۔ ۱۵

---

۱۳ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۱۵۳' (فارسی)۔ ۱۴ القمان آیت نمبر ۱۴۔ ۱۵ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۱۳۵ (فارسی) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۵۱۔

حج سے واپسی کا واقعہ:

ایک دفعہ آپ حج کے لئے روانہ ہوئے اور بارہ سال میں کعبہ معظمہ پہنچے۔ راستے میں چند قدم چلتے اور جائے نماز (مصلے) بچھا کر دو رکعت نماز پڑھتے ١٦۔ جب حج، عمرہ اور مدینہ منورہ کی زیارت سے فارغ ہو کر والدہ محترمہ کی خدمتِ مبارک میں حاضر ہونے کی آرزو ہوئی تو آپ بسطام کی طرف چل پڑے۔ جب لوگوں کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو اِستقبال کے لئے شہر سے باہر نکلے۔ صبح کے وقت آپ اپنے گھر کے دروازے پر پہنچے تو آپ نے سُنا کہ آپ کی والدہ محترمہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم سے دُعا کر رہی تھیں۔ "یا اللہ (ﷻ) میرے بچے کو اچھی طرح رکھنا۔ مشائخ کے دِلوں میں اُس کی عزت قائم فرمانا اور اُسے اچھی حالت عطا فرمانا۔ جب یہ سُنا تو بہت روئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا آپ کی والدہ محترمہ نے پوچھا کون ہے؟ عرض کیا، آپ کا مسافر بیٹا۔ یہ سُن کر والدہ محترمہ نے دروازہ کھول دیا اور فرمانے لگیں بیٹا بہت دیر سے آئے ہو تیری جدائی میں میری کمر دوہری ہو گئی ہے۔ ١٧

واقعہ حقوق والدین:

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری والدہ محترمہ نے پانی منگوایا، میرے لانے تک والدہ ماجدہ سو گئیں۔ میں اپنی والدہ محترمہ کی بیداری کے اِنتظار میں کھڑا رہا۔ جب میری والدہ محترمہ بیدار ہوئیں تو پوچھا کہ پانی کہاں ہے؟ میں نے آبخورہ دے دیا۔ سردی کی شدت تھی۔ آبخورے میں سے کچھ پانی بہہ کر گر گیا اور میری اُنگلی پر جم گیا تھا۔ جب آبخورہ دیا تو میری اُنگلی کی کھال چھل گئی اور خون بہنے لگا۔ والدہ محترمہ نے پوچھا یہ کیا؟ میں نے حال بیان کیا تو کہنے لگیں "اے اللہ (ﷻ) میں اس سے راضی ہوں تو بھی اِس سے راضی رہ"۔ ١٨

---

١٦ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۵۲۔ ١٧ تذکرۃ الاولیاء، جلد ۱ ص ۱۳۸۔ ١٨ نزہۃ المجالس جلد ۱ ص ۱۹۶، تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۱۳۸۔

ماں:

فرماتے ہیں' جس کام کو میں سب کاموں کے بعد سمجھتا تھا' درحقیقت اُسے سب پر اوّلیت حاصل ہے۔ اور وہ ماں کی خدمت اور رضا جوئی ہے۔ میں جو کچھ تمام ریاضتوں مجاہدوں' خدمت اور پردیس میں تلاش کرتا رہا وہ سب کچھ مجھے والدہ محترمہ کی خدمت سے مل گیا۔ فرماتے ہیں' والدہ محترمہ نے فرمایا: آدھا دروازہ بند کردو' میں صبح تک سوچتا رہا کون سا آدھا دروازہ بند کردوں' دایاں یا بایاں۔ کہیں والدہ محترمہ کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہوجائے۔ اِس طرح ساری رات آنکھوں میں کاٹ دی اور سحر کا وقت ہوگیا میں نے وہ سب کچھ پالیا جو کچھ میں مدتوں سے تلاش کرتا پھرتا تھا۔ ۱۹

سچے عابد اور سچے عامل کی علامت:

آپ فرماتے ہیں' سچے عابد اور سچے عامل کی یہ علامت ہے کہ وہ کوشش کے خنجر سے تمام مرادوں کو قتل کرے اور خواہشوں اور تمناؤں کو اللہ ﷻ کی محبت میں تباہ و برباد کردے اور راضی برضا رہے جس بات کا حق شاہد ہے' اُسی کی آرزو رکھے۔ ۲۰

سب سے بڑا گناہ:

فرماتے ہیں ایک مسلمان بھائی کو بے عزّت کرنے سے بڑھ کر اور کوئی گناہ تمہیں اِس قدر نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ فرماتے ہیں اہلِ دُنیا کیلئے دُنیا از سرتاپا غرور اور اہل آخرت کے لئے آخرت از سرتاپا سرور اور معرفت والوں کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی دوستی سراسر نور ہے۔ ۲۱

معرفتِ اِلٰہی کی علامت:

زمانے میں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی معرفت کی یہ علامت ہے کہ عارف دُنیا سے متنفر ہوتا ہے اور حق تعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی معرفت میں خاموشی اختیار کرلیتا ہے اور مبتلائے حق ہر دو عالم سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ ورنہ اللہ تبارک

---

۱۹ تذکرۃ الاولیاء، جلد اص ۱۶۱۔ ۲۰ تذکرۃ الالیاء، جلد اص ۱۶۱۔ ۲۱ تذکرۃ الاولیاء، جلد اص ۱۶۲۔

وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے سوا اُسے کچھ عزیز نہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی طرف سے عارف کے لئے معرفت کا ثواب خود اللہ عزَّ وجَلَّ ہی کی ذات ہے۔ ۲۲

اللہ تبارک وتعالیٰ جلَّ مجدہٗ الکریم کا دوست:

جسے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اپنا دوست بنا لیتا ہے' اُسے تین خصلتیں عطا فرماتا ہے: ''سخاوتی چوں سخاوتِ دریا و شفقتی چوں شفقتِ آفتاب تواضعی چوں تواضع زمین ۲۳'' سخاوت جیسے دریا کی سخاوت، شفقت آفتاب جیسی اور تواضع زمین جیسی''۔

مرید کو نصیحت:

ایک مرتبہ ایک مرید سفر کے لئے تیار ہوا' جب روانہ ہونے لگا تو آپ سے وصیت چاہی۔ آپ نے فرمایا: تین باتوں کا خیال رکھنا (۱) اگر بد اخلاق سے واسطہ پڑے تو اُس کی کج خلقی کو اپنی خوش خلقی سے بدل لینا (۲) اگر کوئی تجھ پر احسان کرے تو پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا شکر یہ ادا کرنا پھر اپنے محسن کا کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے اُسے تجھ پر مہربان کیا ہے۔ (۳) مصیبت کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور فوراً اپنی عاجزی کا اقرار اور فریاد کرنا' الٰہی میں اِس مصیبت کو برداشت نہیں کرسکتا۔ ۲۴

بندہٗ کمال تک کب پہنچتا ہے؟

آپ سے پوچھا گیا بندہٗ کمال تک کیسے پہنچتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب وہ اپنے عیبوں کو پہچان لے اور کسی سے کسی قسم کا طمع نہ رکھے پھر وہ اپنے نفس سے جس قدر دُور ہوگا اُس قدر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے قریب ہوگا۔ ۲۵

---

۲۲ تذکرۃ الاولیاء جلد اص ۱۶۳۔ ۲۳ تذکرۃ الاولیاء جلد اص ۱۶۴ (فارسی)۔ ۲۴ تذکرۃ الاولیاء جلد اص ۱۶۷ (فارسی)۔ ۲۵ تذکرۃ الاولیاء ص ۱۶۷۔

خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کے مزار پر حضرت داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہ العزیز کی حاضری:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں' ایک دفعہ مجھے ایک واقعہ پیش آیا اور میں نے اُس کے لئے اِس اُمید پر بہت کوشش کی کہ وہ حل ہو جائے مگر وہ حل نہ ہوا اور اِس سے پہلے بھی مجھے اِس قسم کا مشکل مسئلہ پیش آیا تھا۔ جس کے لئے میں حضرت شیخ ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر (انور) پر مجاور ہو کر بیٹھ گیا تب وہ مسئلہ حل ہوا۔ اِس دفعہ بھی میں نے وہاں کا قصد کیا اور تین ماہ تک آپ کے مزار شریف پر رہا۔ ہر روز تین بار غسل کرتا اور تیس بار وضو کرتا تھا۔ ۲۶

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

ایک یہودی جو آپ کا پڑوسی تھا وہ کہیں سفر پر چلا گیا اُس کی بیوی جو غربت کے ہاتھوں پریشان تھی' رات کو چراغ تک روشن نہ کر سکتی تھی اور تاریکی کی وجہ سے اُس کا بچہ رات کو روتا رہتا تھا۔ آپ نے اُس کے بچے کے رونے کی وجہ پوچھی' عورت نے وجہ بتائی' چنانچہ آپ ہر رات اُس کے یہاں چراغ کو روشن کر دیتے۔ جس وقت وہ یہودی سفر سے واپس آیا تو اُس کی بیوی نے حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حسنِ سلوک کا واقعہ سنایا جس کو سن کر اُس کے دِل میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ اُس نے کہا یہ بات کس قدر افسوس ناک ہے کہ اِتنا عظیم بزرگ ہمارا پڑوسی ہو اور ہم گمراہی میں زندگی گزاریں۔ چنانچہ میاں بیوی آپ کے دستِ ہدایت پر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ ۲۷

علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کے حضور:

حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ نے دیگر صوفیاء کبار رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ علیہ الرحمہ کا ذکر کئی مرتبہ کیا جیسے: ۔

---

۲۶ کشف المحجوب شریف ص ۵۵ (فارسی)۔ ۲۷ تذکرۃ الاولیاء ص ۱۴۹' (فارسی)۔

زائرانِ ایں مقام ارجمند پاک مرداں از مقامات بلند
پاک مرداں چوں فضیل و بوسعید عارفاں مثل جنید و بایزید

"بالِ جبریل" میں کہتے ہیں:

عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کر دیں
شکوہ سنجر و فقر جنید و بسطامی

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں اندازِ حاضری:

اَدب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اِرشادات وفرمودات قدسیہ:

(۱) نیکوں کی صحبت نیک کام کرنے سے بہتر ہے اور بدوں (بُروں) کی صحبت بُرے کام کرنے سے بدتر ہے۔

(۲) جہاں کہیں تم ہوگے اللہ تبارک وتعالیٰ عزّ وجلّ تمہارے حال سے باخبر ہے پس اُس سے ڈرتے رہو اور اُس کی نافرمانی سے بچتے رہو۔

(۳) اگر کسی بداَخلاق کے ساتھ رہنے کا موقع ملے تو تم اچھے اَخلاق سے پیش آؤ۔ خوش خلقی اللہ ﷻ کے نزدیک کرتی ہے اور بدخلقی اللہ ﷻ سے دُور پھینکتی ہے۔

(۴) عارف کسی چیز سے بجز وصالِ محبوب کے خوش نہیں ہوتا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

(۵) جو شخص اللہ ﷻ کی معرفت رکھتا ہے وہ اپنی زبان ذکرِ الٰہی کے سوا کسی بات کے لئے نہیں کھولتا"۔ چالیس سال ہونے کو ہیں میں نے مخلوق سے کوئی بات نہیں کی۔ (شرح تعرف)

(۶) اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ شانہ کی یکتا ذات سے عشق کرنے والے لوگ جنت وغیرہ کی کوئی خواہش نہیں رکھتے اور ایسے اہلِ محبت کی یکسوئی کے باعث مخلوقات سے پوشیدہ اور دَرپردہ رہتے ہیں۔ (کشف المحجوب)

نزع کے وقت اِلتجا:

''نفحات الانس'' میں ہے کہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے نزع کے وقت کہا'' اِلٰھِیُ مَاذَکَرْتُکَ اِلَّا عَنْ غَفْلَۃٍ وَمَا خَدَمْتُکَ اِلَّا عَنْ فِتْرَۃٍ ۲۸ '' الٰہی! میں نے تجھ کو یاد کیا مگر غفلت کے ساتھ اور میں نے تیری اطاعت وخدمت کی مگر قصور اور کوتاہی کے ساتھ''۔ ان کلمات کو اَدا کرنے کے بعد آپ کا وصال ہوگیا۔ (ابوموسیٰ گوید شاگرد وے کہ بایزید گفت اللہ تعالیٰ را بخواب دیدم گفتم راہ بتو چونست؟ گفت از خود گذشتی رسیدی ۲۹) حضرت شیخ ابوموسیٰ علیہ الرحمہ آپ کے شاگرد کہتے ہیں کہ شیخ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا عالم خواب میں دیدار کیا تو میں نے دریافت کیا کہ الٰہی تجھ تک پہنچنے کا راستہ کونسا ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے فرمایا جب تو اپنی ذات سے آزاد ہوگیا تو مجھ تک پہنچ گیا''۔

لوگوں نے حضرت شیخ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کو اُن کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا تو اُن سے دریافت کیا آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ مجھ سے پوچھا گیا کہ اے بوڑھے! تم کیا لائے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جب درویش بادشاہ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوتا ہے تو اُس سے یہ نہیں پوچھتے کہ کیا لائے ہو بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ کیا چاہتے ہو؟

وصال مبارک:

آپ کو وصال ۱۵ شعبان المعظم ۲۶۱ ھ بمطابق ۸۷۵ء ہوا۔

---

۲۸ نفحات الانس ص ۵۷ (فارسی)۔ ۲۹ نفحات الانس ص ۵۷ (فارسی)۔

بزرگانِ دین کے احوال
ومناقب اور کرامات

تذکرۃ الاولیاء

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مترجم
مولانا محمد عبدالاحد قادری

قادری رضوی کتب خانہ۔ لاہور

Scanned by CamScanner

باب - ۱۴

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف: آپ بہت بڑے اولیاء اور مشائخ میں سے ہوئے ہیں اور ریاضت و عبادت کے ذریعہ قرب الٰہی حاصل کیا۔ احادیث بیان کرنے میں آپ کو درک حاصل تھا۔ حضرت جنید بغدادی کا قول ہے کہ حضرت بایزید کو اولیاء میں وہی اعزاز حاصل ہے جو حضرت جبرائیل کو ملائکہ میں اور مقام توحید میں تمام بزرگوں کی انتہا آپ کی ابتدا ہے۔ کیونکہ ابتدائی مقام میں ہی لوگ سرگرداں ہو کر رہ جاتے ہیں جیسا کہ حضرت بایزید کا قول ہے کہ اگر لوگ دو سو سال تک بھی گلشن معرفت میں سرگشتہ رہیں جب کہیں جا کر اس کا ایک پھول مل سکتا ہے جو مجموعی طور پر ابتداء ہی میں مجھے مل گیا۔ شیخ ابو سعید کا قول ہے کہ میں پورے عالم کو آپ کے اوصاف سے پر دیکھتا ہوں۔ لیکن اس کے باوجود بھی آپ کے مراتب کو کوئی نہیں جانتا۔

آپ کے دادا آتش پرست تھے اور والد بزرگوار کا بسطام کے عظیم بزرگوں میں شمار ہوتا تھا۔ آپ کی کرامات کا ظہور شکم مادر ہی میں ہونے لگا تھا۔ کیونکہ آپ کی والدہ فرماتی تھیں کہ جس وقت بایزید میرے شکم میں تھا تو اگر کوئی مشتبہ غذا میرے شکم میں چلی جاتی تو اس قدر بے کلی اور بے چینی ہوتی کہ مجھے حلق میں انگلی ڈال کر نکالنا پڑتی۔ حضرت بایزید کا قول ہے کہ راہ طریقت میں سب سے بڑی دولت وہ ہے جو مادر زاد ہو، اس کے بعد چشم بینا اور اس کے بعد گوش ہوش۔ لیکن اگر یہ تینوں چیزیں حاصل نہ ہوں تو پھر اچانک مر جانا بہتر ہے۔

جب آپ مکتب میں داخل ہوئے اور آپ نے سورہ لقمان کی یہ آیت پڑھی کہ ان اشکرلی ولوالدیک یعنی میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا اس وقت اپنی والدہ سے آ کر عرض کیا کہ مجھ سے دو ہستیوں کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا آپ مجھے خدا سے طلب کر لیں تاکہ میں آپ کا شکر ادا کرتا رہوں یا پھر خدا کے سپرد کر دیں

تاکہ اس کے شکر میں مشغول ہو جاؤں۔ والدہ نے فرمایا کہ میں اپنے حقوق سے دست بردار ہو کر تجھے خدا کے سپرد کرتی ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد آپ شام کی جانب نکل گئے اور وہیں ذکر و شغل کو جزو حیات بنالیا اور مکمل تیس سال شام کے میدانوں اور صحراؤں میں زندگی گزار دی۔ اس عرصہ میں یاد الٰہی کی وجہ سے کھانا پینا سب ترک کر دیا نہ صرف یہ بلکہ ایک سو تیرہ مشائخ سے بھی نیاز حاصل کر کے ان کے فیوض سے سیراب ہوئے۔ انہیں مشائخ میں حضرت امام جعفر صادق بھی شامل ہیں۔

حالات: ایک مرتبہ آپ حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں تھے تو انہوں نے فرمایا کہ بایزید فلاں طاق میں جو کتاب رکھی ہے وہ اٹھا لاؤ۔ آپ نے دریافت کیا کہ وہ طاق کس جگہ ہے۔ امام جعفر نے فرمایا کہ اتنے عرصہ رہنے کے بعد بھی تم نے طاق نہیں دیکھا؟ آپ نے عرض کیا کہ طاق تو کجا میں نے تو آپ کے روبرو کبھی سر بھی نہیں اٹھایا۔ اس وقت امام جعفر نے فرمایا اب تم مکمل ہو چکے لہٰذا بسطام واپس چلے جاؤ۔

ایک مقام پر آپ کسی بزرگ سے نیاز حاصل کرنے پہنچے تو جس وقت آپ ان کے نزدیک ہو گئے تو دیکھا کہ انہوں نے کعبہ کی جانب تھوک دیا۔ یہ دیکھ کر آپ ملاقات کئے بغیر واپس آ گئے اور فرمایا کہ اگر وہ بزرگ طریقت کے درجوں کو جانتا ہے تو شریعت کے منافی کام نہ کرتا۔ آپ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ مسجد جاتے وقت راستے میں بھی نہ تھوکتے۔ سفر حج میں چند قدموں کے بعد آپ نماز ادا کرتے ہوئے فرماتے کہ بیت اللہ دنیاوی بادشاہوں کا دربار نہیں جہاں انسان ایک دم پہنچ جائے۔ اس طرح آپ پورے بارہ سال میں مکہ معظمہ پہنچے لیکن حج کے بعد مدینہ منورہ تشریف نہیں لے گئے اور فرمایا کہ یہ کوئی معقول بات نہیں کہ حج کے طفیل میں مدینہ منورہ جاؤں۔ اس کی زیارت کے لئے انشاء اللہ پھر کسی دوسرے موقع پر حاضر ہوں گا۔ چنانچہ جب دوسرے سال مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو صدہا افراد آپ کے ہمراہ ہو گئے لیکن آپ نے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ایک دن نماز فجر کے بعد آپ نے لوگوں سے کہا کہ میں تو خدا ہوں۔ اس کے باوجود بھی لوگ میری پرستش نہیں کرتے۔ یہ سنتے ہی لوگ آپ کو پاگل سمجھ کر کنارہ کش ہو گئے لیکن در حقیقت یہ الفاظ آپ نے لسان غیب سے فرمائے تھے۔ ایک مرتبہ راہ میں آپ کو ایک ایسی کھوپڑی پڑی ہوئی مل گئی جس پر یہ تحریر تھا۔ صم بکم عمی فہم لا یعقلون یعنی وہ گونگے بہرے اور اندھے ہیں اس لئے کہ وہ عقل نہیں رکھتے۔ یہ پڑھتے ہی آپ چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے اور ہوش آنے کے بعد اس کھوپڑی کو بوسہ دے کر فرمایا کہ یہ ایسے صوفی کی ہے کہ جو ذکر الٰہی میں اس درجہ سرگرداں ہو گیا کہ نہ تو کان رہے جس سے اللہ تعالیٰ کی بات سنے۔ نہ زبان جس سے اس کا ذکر کر سکے اور نہ آنکھ جس سے اس کا جمال دیکھ سکے۔

حضرت ذوالنون مصری نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ تم رات کو سکون اور چین کے ساتھ نیند لے کر اہل قافلہ سے پیچھے رہ جاتے ہو تو آپ نے جواب دیا کہ پوری رات سکون کی نیند لینے کے بعد اہل قافلہ سے پہلے پہنچ کر جو

پہلے حول پر پہنچ جائے وہی کامل ہوتا ہے۔ یہ سن کر ذوالنون نے کہا کہ یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ انہیں مبارک فرمائے۔

مدینہ منورہ سے سفر میں آپ نے اپنے اونٹ پر بے حد بوجھ لاد لیا اور جب لوگوں نے کہا کہ جانور پر اس قدر بوجھ لادنا شان بزرگی کے خلاف ہے تو فرمایا کہ پہلے آپ لوگ غور سے دیکھ لیں کہ بوجھ اونٹ کے اوپر ہے بھی یا نہیں۔ چنانچہ جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ پورا بار اونٹ کی کمر سے اوپر تھا۔ یہ دیکھ کر سب حیرت زدہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنا حال پوشیدہ رکھتا ہوں تو دوسروں کو خبر نہیں ہوتی اور یہ ظاہر کر دیتا ہوں تو حیرت زدہ رہ جاتے ہیں ان حالات میں بھلا میں تمہارے ہمراہ کیسے رہ سکتا ہوں اور جب زیارت مدینہ سے فارغ ہوئے اور والدہ کی خدمت کا تصور آیا تو بسطام کے لئے روانہ ہو گئے اور جب اہل شہر کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو کافی فاصلہ پر آپ کے استقبال کے لئے پہنچ گئے لیکن اس وقت آپ کو یہ پریشانی ہو گئی کہ اگر لوگوں سے ملاقات کرتا رہوں تو یاد الٰہی میں غفلت ہو گی۔ لہٰذا آپ نے ان لوگوں کو متنفر کرنے کے لئے یہ ترکیب کی کہ رمضان کے باوجود دکان سے کھانا خرید کر کھانا شروع کر دیا۔ یہ دیکھتے ہی تمام عقیدت مند واپس ہو گئے اور آپ نے فرمایا کہ گو میں نے اجازت شرعی پر عمل کیا لیکن لوگ مجھے برا سمجھ کر منحرف ہو گئے۔

جب سفر سے واپسی میں مکان کے دروازے پر پہنچے اور دروازے سے کان لگا کر سنا تو والدہ وضو کرتے ہوئے یہ کہہ رہی تھیں کہ یااللہ میرے مسافر کو راحت سے رکھنا اور بزرگوں سے اس کو خوش رکھ کر اچھا بدلہ دینا۔ یہ سن کر پہلے تو آپ روتے رہے پھر دروازے پر دستک دے دی تو والدہ نے پوچھا کون ہے۔ عرض کیا کہ آپ کا مسافر۔ چنانچہ انہوں نے دروازہ کھول کر ملاقات کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے اس قدر طویل سفر اختیار کیا کہ روتے روتے میری بصارت ختم ہو گئی اور غم سے کمر جھک گئی آپ نے فرمایا کہ جس کام کو میں نے بعد کے لئے چھوڑا تھا وہ پہلے ہی ہو گیا اور وہ میری والدہ کی خوشنودی تھی۔

والدہ کی برکت۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جتنے بھی مراتب حاصل ہوئے سب والدہ کی اطاعت سے حاصل ہوئے ایک مرتبہ میری والدہ نے رات کو پانی مانگا لیکن اتفاق سے اس وقت گھر میں قطعاً پانی نہیں تھا چنانچہ میں گھڑا لے کر نہر سے پانی لایا میری آمد و رفت کی تاخیر کی وجہ سے والدہ کو پھر نیند آ گئی اور میں رات بھر پانی لئے کھڑا رہا حتیٰ کہ شدید سردی کی وجہ وہ پانی پیالے میں منجمد ہو گیا اور جب والدہ کی بیداری کے بعد میں نے انہیں پانی پیش کیا تو انہوں نے فرمایا تم نے پانی رکھ دیا ہوتا اتنی دیر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے عرض کیا کہ محض اس خوف سے کھڑا رہا کہ مبادا آپ کہیں بیدار ہو کر پانی نہ پی پائیں اور آپ کو تکلیف پہنچے۔ یہ سن کر انہوں نے مجھے دعائیں دیں اسی طرح ایک رات والدہ نے فرمایا کہ

دروازے کا ایک پٹ کھول دو۔ لیکن میں رات بھر اسی پریشانی میں کھڑا رہا کہ نہ معلوم داہنا پٹ کھولوں یا بایاں۔ کیوں کہ اگر ان کی مرضی کے خلاف غلط پٹ کھل گیا تو حکم عدولی میں شمار ہو گا چنانچہ انہیں خدمتوں کی برکت سے یہ مراتب مجھ کو حاصل ہوئے۔

ریاضت: آپ فرمایا کرتے کہ میں نے بارہ سال تک نفس کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال کر مجاہدے کی آگ سے تپایا اور ملامت کے ہتھوڑے سے کوٹتا رہا جس کے بعد میرا نفس آئینہ بن گیا۔ پھر پانچ سال مختلف قسم کی عبادات سے اس پر قلعی چڑھاتا رہا۔ پھر ایک سال تک جب میں نے خود اعتباری کی نظر سے اس کا مشاہدہ کیا تو اس میں تکبر و خود پسندی کا مادہ موجود پایا چنانچہ پھر پانچ سال تک سعی بسیار کے بعد اس کو مسلمان بنایا اور جب اس میں خلائق کا نظارہ کیا تو سب کو مردہ دیکھا اور نماز جنازہ پڑھ کر ان سے اس طرح کنارہ کش ہو گیا جس طرح لوگ نماز جنازہ پڑھ کر قیامت تک کے لئے مردے سے جدا ہو جاتے ہیں پھر اس کے بعد مجھے خداوند تعالیٰ تک پہنچنے کا مرتبہ حاصل ہو گیا۔

آپ مسجد میں داخلے سے قبل دروازے پر کھڑے ہو کر گریہ زاری کرتے رہتے تھے اور جب وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ میں خود کو حائضہ عورت کی طرح نجس تصور کرتے ہوئے روتا ہوں کہ کہیں داخلے سے مسجد نجس نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ آپ سفر حج پر روانہ ہو کر چند منزل پہنچنے کے بعد پھر واپس آ گئے اور جب لوگوں نے ارادہ توڑنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ راستے میں مجھے ایک حبشی مل گیا اور اس نے مجھے اصرار کے ساتھ یہ کہا کہ خدا کو بسطام میں چھوڑ کر کیوں جاتا ہے۔ چنانچہ میں واپس آ گیا۔

حج کے سفر میں کسی نے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے؟ فرمایا حج کا۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس کچھ رقم ہے؟ فرمایا دو سو دینار۔ اس نے عرض کیا کہ میں مفلس ہوں اور عیالدار ہوں لہٰذا یہ رقم مجھ کو دے کر سات مرتبہ میرا طواف کر لیجئے تو اسی طرح آپ کا حج ہو جائے گا۔ آپ نے اسی کے کہنے پر عمل کیا اور وہ رقم لے کر رخصت ہو گیا۔

جب آپ کے مراتب میں اضافہ ہونے لگا اور آپ کا کلام عوام کے ذہنوں سے بالاتر ہو گیا تو آپ کو سات مرتبہ بسطام سے نکالا گیا اور جب آپ نے نکالے جانے کی وجہ پوچھی تو کہا گیا کہ تم نہایت برے انسان ہو۔ آپ نے فرمایا کہ جس شہر کا سب سے برا انسان بایزید ہو وہ شہر سب سے اچھا ہے۔

ایک شب آپ عبادت خانہ کی چھت پر پہنچے اور دیوار پکڑ کر پوری رات خاموش کھڑے رہے جس کی وجہ سے آپ کو پیشاب میں خون آ گیا اور جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اس کی دو وجوہ ہیں۔ اول یہ کہ آج میں خدا کی عبادت نہیں کر سکا۔ دوم یہ کہ ایام طفولیت میں مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا تھا چنانچہ ان دونوں چیزوں سے ایسا خوف زدہ تھا کہ میرا قلب خون ہو گیا اور وہ خون پیشاب کے راستے سے نکلا۔

عبادت کے اوقات میں آپ کو یہ خوف لاحق رہتا کہ کہیں کسی کی آواز سے میری عبادت میں خلل واقع نہ ہو جائے اس لئے مکان کے تمام سوراخ بند کر دیتے تھے۔ عیسیٰ بسطامی کا قول ہے کہ میں تیس سال آپ کے ساتھ رہا لیکن کبھی آپ کو بات کرتے نہیں دیکھا اور آپ کی یہ عبادت تھی کہ زانو میں سر دیئے رہتے اور جب سر اٹھاتے تو پھر فوراً ہی سرد آہ کھینچ کر زانو پر رکھ لیتے اور حضرت سہلجی فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بسطامی نے جیسا بیان کیا وہ قبض کی کیفیت ہوگی۔ ویسے آپ حالت بسط میں لوگوں سے باتیں کرتے اور فیض بھی پہنچاتے تھے۔

کیفیت وجد: ایک مرتبہ حالت وجد میں آپ نے کہہ دیا کہ سبحانی ما اعظم شانی یعنی میں پاک ہوں اور میری شان بہت بڑی ہے اور جب اختتام وجد کے بعد ارادت مندوں نے سوال کیا کہ یہ جملہ آپ نے کیوں کہا؟ فرمایا کہ مجھے تو علم نہیں کہ میں نے ایسا کوئی جملہ کہا ہو۔ لیکن آئندہ اس قسم کا جملہ میری زبان سے نکل جائے تو مجھے قتل کر ڈالنا۔ اس کے بعد دوبارہ حالت وجد میں پھر آپ نے یہی جملہ کہا۔ جس پر آپ کے مریدین قتل کر دینے پر آمادہ ہو گئے لیکن پورے مکان میں انہیں ہر سمت بایزید ہی بایزید نظر آئے اور جب انہوں نے چھریاں چلانی شروع کیں تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے پانی پر چھریاں چل رہی ہوں اور آپ کے اوپر اس کا قطعاً کوئی اثر نہیں ہوا۔ پھر جب کچھ وقفہ کے بعد وہ صورت رفتہ رفتہ ختم ہوتی چلی گئی تو دیکھا کہ آپ محراب میں کھڑے ہیں اور جب مریدین نے واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ اصل بایزید تو میں ہوں اور جن کو تم نے دیکھا وہ بایزید نہیں تھے لیکن اگر کوئی معترض یہ کہے کہ انسانی جسم اس قدر طویل کیسے ہو سکتا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ حضرت آدم جس وقت دنیا میں تشریف لائے اور طوالت کی وجہ سے ان کا سر آسمان سے ٹکراتا تھا اور جب حکم الٰہی سے حضرت جبرائیل نے ان کے سر پر اپنا پر مارا اس وقت آپ کا قد چھوٹا ہو گیا اس سے معلوم ہوا کہ جب اس کو بڑے جسم کو چھوٹا کر دینے پر قدرت ہے تو چھوٹے جسم کو بھی بڑا کر دینا اس کی قدرت میں داخل ہے اسی طرح جب تک بچہ شکم مادر میں رہتا ہے تو اس کا وزن بہت ہلکا ہوتا ہے لیکن ولادت ہوتے ہی وزن میں اضافہ ہو جاتا ہے مگر ان چیزوں کو سمجھنے کے لئے مراتب کی واقفیت بہت ضروری ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے ایک لال رنگ کا سیب ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ یہ تو بہت ہی لطیف ہے چنانچہ اسی وقت غیب سے ندا آئی کہ ہمارا نام سیب کے لئے استعمال کرتے ہوئے حیا نہیں آئی۔ اور اس جرم میں اللہ تعالیٰ نے چالیس دن کے لئے اپنی یاد آپ کے قلب سے نکال دی۔ لیکن اس کے بعد آپ نے قسم کھائی کہ اب کبھی بسطام کا پھل نہیں کھاؤں گا۔

غلط فہمی: ایک مرتبہ آپ کو یہ تصور ہو گیا کہ میں بہت بڑا بزرگ اور شیخ وقت ہو گیا ہوں لیکن اس کے ساتھ یہ خیال بھی آیا کہ میرا یہ جملہ فخر و تکبر کا آئینہ ہے۔ چنانچہ فوراً خراسان کا رخ کیا اور ایک منزل

پر پہنچ کر دعا کی کہ اے اللہ! جب تک ایسے کامل بندے کو نہیں بھیجے گا جو مجھ کو میری حقیقت سے روشناس کرا سکے اس وقت تک یہیں پڑا رہوں گا اور جب تین شب و روز اسی طرح گزر گئے تو چوتھے دن ایک شخص اونٹ پر آیا جس کو آپ نے ٹھہرنے کا اشارہ کیا لیکن اس اشارے کے ساتھ اونٹ کے پاؤں زمین میں دھنستے چلے گئے اور جو اس پر سوار تھا اس نے غصے کے انداز میں کہا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اپنی کھلی ہوئی آنکھ بند کر لوں اور بند آنکھ کھول دوں اور بایزید سمیت پورے بسطام کو غرق کر دوں؟ یہ سن کر آپ کے ہوش اڑ گئے اور اس سے پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ جس وقت تم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا اس وقت میں یہاں سے تین ہزار میل دور تھا اور اس وقت میں سیدھا وہیں سے چلا آ رہا ہوں۔ لہذا تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ اپنے قلب کی نگرانی کرتے رہو یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔

آپ مسجد میں چالیس برس مقیم رہے لیکن اس درجہ محتاط تھے کہ مسجد کا اور مسجد سے باہر کا لباس جدا جدا ہوتا تھا اور اس میں سوائے مسجد کی دیوار کے آپ نے کسی چیز سے ٹیک نہیں لگائی آپ فرمایا کرتے کہ میں نے چالیس برس تک عام انسانوں کی غذا چکھی تک نہیں کیوں کہ میرا رزق کہیں اور سے آتا تھا اور اس دوران اپنے قلب کی نگرانی میں مصروف رہا۔ اس کے بعد جب غور کیا تو ہر سمت بندگی اور خدائی نظر آئی۔ پھر تیس سال خدائی جستجو میں گزارے اس کے بعد خدا کو طالب اور خود کو مطلوب پایا اور اب تیس سال سے یہ کیفیت ہے کہ جب خدا کا نام لینا چاہتا ہوں تو پہلے تین مرتبہ اپنی زبان کو دھولیتا ہوں۔

حضرت ابو موسیٰ نے جب آپ سے سوال کیا کہ خدا کی جستجو میں سب سے زیادہ دشوار مقام آپ کو کیا نظر آیا۔ فرمایا کہ خدائی اعانت کے بغیر قلب کو اس کی طرف متوجہ کرنا بہت دشوار ہے اور جب اس کی مدد شامل حال ہوتی ہے تو پھر سعی کے بغیر بھی قلب اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور مجھے اس وقت ایک خاص کشش سی محسوس ہونے لگتی ہے پھر رفتہ رفتہ اللہ نے وہ مراتب عطا کئے جو آپ پر بھی ظاہر ہیں اور ظاہر میں بھی اس کی علامتیں پائی جاتی ہیں اور جس وقت آپ کے اوپر خوف طاری ہوتا تو پیشاب میں خون آنے لگتا تھا۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ حاضر ہوئے تو آپ نے مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمایا کہ میں نے بہت کوشش کی کہ تمہیں دینے کے لئے کوئی چیز مل جائے لیکن نہیں مل سکی۔

حضرت ابو تراب بخشی کا ایک ارادت مند اپنی ریاضت کے اعتبار سے بہت بلند تھا اور آپ اس سے یہ فرمایا کرتے کہ حضرت بایزید کی صحبت تیرے لئے زیادہ سود مند ہوگی۔ لیکن وہ عرض کرتا کہ میں تو بایزید کے خدا کو دن میں سو مرتبہ دیکھتا ہوں ان سے بھلا مجھے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ حضرت ابو تراب نے فرمایا کہ ابھی تک تو نے اپنے پیمانے کے مطابق خدا کا دیدار کیا ہے لیکن ان کی توجہ کے بعد ایسا دیدار ہو گا جس طرح دیدار کا حق ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا مختلف طریقوں سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ محشر میں ایک

خاص تجلی تو حضرت صدیق اکبر پر ڈالے گا اور ایک تجلی پوری مخلوق پر۔ یہ سننے کے بعد اس مرید کے قلب میں حضرت بایزید کا اشتیاق دیدار پیدا ہوا اور اپنے مرشد کے ہمراہ جس وقت آپ کے مکان پر پہنچا تو آپ کہیں سے پانی بھرنے گئے ہوئے تھے۔ اور جب یہ دونوں ان کی تلاش میں چل دیئے تو دیکھا کہ آپ ایک ہاتھ میں گھڑا اور ایک ہاتھ میں پوستین اٹکائے چلے آرہے ہیں لیکن اس مرید پر آپ کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ کپکپی کی وجہ سے زمین پر گر پڑا اور وہیں دم نکل گیا اور جب حضرت بوتراب نے کہا کہ آپ نے ایک ہی نظر میں کام ختم کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے اندر کشف کا ایک خاص مقام باقی رہ گیا تھا جو اس وقت اس کو حاصل ہوا لیکن وہ برداشت نہ کرتے ہوئے جاں بحق ہو گیا۔ جس طرح مصری عورتیں حسن یوسف کی تاب نہ لا کر اپنی انگلیاں کاٹ بیٹھی تھیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ نے جب آپ کو یہ تحریر کیا کہ آپ کی ایسے شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جو ایک جام ازلی سے ایسا مست ہو گیا کہ اس کی مستی ابد تک ختم نہ ہونے والی ہے آپ نے جواب میں تحریر کیا کہ یہاں ایک ایسا فرد بھی موجود ہے جو ازل و ابد کے بحر بیکراں کو پی کر بھی یہی کہتا ہے کہ کچھ اور مل جائے۔ پھر ایک مرتبہ یحییٰ بن معاذ نے تحریر کیا کہ میں آپ کو ایک راز بتانا چاہتا ہوں لیکن اس وقت بتاؤں گا جب ہم دونوں شجر طوبیٰ کے نیچے کھڑے ہوں گے اور قاصد کو ایک ٹکیہ روٹی دے کر یہ ہدایت بھی کر دی کہ حضرت بایزید سے کہنا کہ اس کو کھالیں یہ آب زمزم سے گوندھی گئی ہے۔ اس کے بعد حضرت بایزید نے لکھا کہ جس جگہ خدا کو یاد کیا جاتا ہے وہاں جنت اور طوبیٰ دونوں موجود ہوتے ہیں اور ٹکیہ اس لئے واپس کر رہا ہوں کہ آب زمزم سے گوندھنے کی فضیلت اپنی جگہ مسلم لیکن یہ کسے معلوم کہ جو بیج بویا گیا تھا وہ کسب حلال کا تھا یا کسب حرام کا۔ اس لئے کہ اس کے اکل حلال ہونے میں مجھ کو شک ہے۔ اس جواب کے بعد یحییٰ بن معاذ بعد نماز عشاء بغرض ملاقات بسطام پہنچے لیکن یہ خیال کر کے کہ کہیں آپ کو تکلیف نہ ہو اور کسی جگہ مقیم ہو گئے اور صبح کو جب آپ کے یہاں حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ آپ قبرستان میں ہیں چنانچہ جب حضرت یحییٰ قبرستان میں پہنچے تو دیکھا کہ آپ انگوٹھوں کے بل کھڑے ہوئے مصروف عبادت ہیں اور ایسا محسوس ہوا کہ جیسے پوری رات اسی طرح کھڑے ہوئے گزری پھر فراغت کے بعد جب اچھی طرح دن نکل آیا تو آپ نے یہ دعا پڑھی اعوذ بک ان سئالک من ھذا المقام میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں اس بات کی کہ میں تجھ سے اس مقام کا حال دریافت کروں۔

اس کے بعد حضرت یحییٰ نے پیش قدمی کرتے ہوئے سلام کیا اور رات کے واقعات دریافت کئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بیش مدارج عطا کرنے چاہے لیکن وہ سب حجاب کے تھے اس لئے میں نے قبول نہیں کئے۔ پھر حضرت یحییٰ نے پوچھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے معرفت کیوں نہیں طلب کی۔ یہ سنتے ہی آپ نے

چیخ کر کہا کہ بس خاموش ہو جا اس لئے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس شے سے واقف ہو جاؤں جس کے لئے میری تمنا یہ ہے کہ خدا کے سوا اس سے کوئی واقف نہ ہو اور یہ بات سوچ لو کہ جہاں معرفت خداوندی کا وجود ہو وہاں مجھ جیسے گنہگار کا گزر کہاں کیوں کہ یہ خدا کی مرضی میں شامل ہے کہ معرفت کو اس کے علاوہ کوئی جان نہ سکے پھر حضرت یحییٰ نے عرض کیا کہ آج کی شب جو مراتب آپ کو عطا ہوئے ان کا کچھ فیض مجھے بھی پہنچا دیجئے۔ حضرت بایزید نے فرمایا کہ اگر تجھ کو صفات آدم، تقدس جبرائیل، خلت ابراہیم، شوق موسیٰ پاکیزگی عیسیٰ اور حب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب ہی کچھ عطا کر دیئے جائیں جب بھی خوش نہ ہونا کیوں کہ یہ سب حجابات ہیں بس صرف خدا ہی کو خدا سے طلب کرتے رہنا تاکہ سب کچھ حاصل ہو جائے۔

حضرت ذوالنون نے آپ کی خدمت میں ایک جائے نماز ارسال کی تو آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دی کہ مجھے اس کی حاجت نہیں البتہ ایک مسند کی ضرورت ہے یعنی اب ایسا بے نیاز ہو چکا ہوں کہ مجھے نماز معاف ہو چکی ہے اور جب انہوں نے نفیس قسم کی مسند بھجوائی تو یہ کہہ کر واپس کر دی کہ جس کے پاس الطاف خداوندی کی مسند موجود ہو اس کو دنیاوی مسند کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ یہ وہ دور تھا جب کہ آپ نہایت ضعیف و پریشان حال تھے اور اگر مسند قبول کر لیتے تو جائز تھا لیکن ازروئے تقویٰ دونوں چیزیں واپس کر دیں۔

آپ فرمایا کرتے کہ میں سردیوں کی رات میں گدڑی اوڑھے ہوئے یخ بستہ پانی سے غسل کر کے صبح تک وہی بھیگی ہوئی گدڑی اس نیت سے اوڑھے رکھی کہ جرم میں نفس کو اور بھی زیادہ سردی کا سامنا کرنا پڑے اور اس دن سے یہ معمول بنالیا کہ دن میں ستر مرتبہ غسل کرتا ہوں اور ہر مرتبہ بے ہوش ہو جاتا ہوں۔

ایک مرتبہ قبرستان میں تشریف لائے کہ ایک بسطامی نوجوان بربط بجا رہا تھا تو آپ نے اس کو دیکھ کر لاحول پڑھی اور اس نوجوان نے بربط کو اتنی زور سے آپ کے سر پر دے مارا کہ سر پھٹ گیا اور بربط ٹوٹ گیا لیکن آپ نے گھر آ کر اس نوجوان کو بربط کی قیمت اور کچھ حلوہ وغیرہ بھیجتے ہوئے پیغام دیا کہ اس رقم سے دوسرا بربط خرید لو اور حلوہ وغیرہ خوب کھاؤ تاکہ شکستہ بربط کا غم دور ہو جائے اس کے بعد اس نوجوان نے حاضر ہو کر معذرت طلب کی اور ہمیشہ کے لئے وہ اور اس کا ایک ساتھی تائب ہو گئے۔

ایک مرتبہ آپ ارادت مندوں کے ہمراہ ایک تنگ گلی سے گزر رہے تھے کہ سامنے سے ایک کتا آ گیا۔ چنانچہ آپ نے اور مریدین نے راستہ چھوڑ دیا اور وہ کتا نکل گیا۔ اسی وقت کسی مرید نے پوچھا کہ جب خدا نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے تو پھر آپ نے کتے کے لئے راستہ کیوں چھوڑ دیا اس سے تو کیا محسوس

ہوتا ہے کہ کتے کہ ہم پر برتری حاصل ہے اور یہ بات خلاف عقل ہے اور خلاف شرع بھی۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کتے نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ ازل میں مجھ کو کتا اور آپ کو سلطان العارفین کیوں بنایا گیا اور اس میں میرا کیا قصور تھا اور آپ کی کیا فضیلت تھی چنانچہ میں نے اس خیال سے کہ اللہ کا یہ انعام ہے کہ اس نے مجھے کتے پر فضیلت عطا کر دی اس لئے میں نے راستہ چھوڑ دیا پھر ایک اور مرتبہ راہ میں کتا ملا تو آپ نے دامن سمیٹ لیا جس پر کتے نے عرض کیا کہ آپ نے دامن کیوں بچایا اس لئے کہ اگر میں بھیگا ہوا نہیں ہوں تو مجھ سے ناپاکی کا خطرہ نہیں اور اگر بھیگا ہوا ہوتا تو آپ اپنے کپڑے پاک کر سکتے تھے لیکن یہ تکبر جس کا آپ نے مظاہرہ فرمایا یہ تو سات سمندروں کے پانی سے بھی پاک نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے اس لئے کہ تیرا ظاہر نجس ہے اور میرا باطن۔ لہٰذا ہم دونوں کو ایک ساتھ رہنا چاہئے تاکہ تیری پاکیزگی میرے باطن کو بھی حاصل ہو جائے لیکن کتے نے کہا کہ ہم دونوں کا ساتھ رہنا ممکن نہیں کیوں کہ میں مردود ہوں اور آپ مقبول بارگاہ، دوسرے یہ کہ میں دوسرے دن کے لئے ایک ہڈی بھی جمع نہیں کرتا اور آپ سال بھر کا غلہ جمع کر لیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ صد حیف جب میں کتے کے ہمراہ رہنے کے قابل بھی نہیں تو پھر خدا کا قرب کیسے حاصل ہو سکتا ہے اور پاک ہے وہ اللہ جو بدترین مخلوق کی باتوں سے بہترین مخلوق کو درس عبرت دیتا ہے۔

ایک شخص تیس سال تک آپ کی صحبت میں عبادت کرتا رہا اور ایک دن آپ سے عرض کیا کہ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی آپ کی تعلیم مجھ پر اثر انداز نہ ہو سکی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک ہی شکل سے تجھ سے اثر دور ہو سکتا ہے لیکن وہ تیرے لئے قابل قبول نہ ہوگی اس نے عرض کیا کہ میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ داڑھی، مونچھ اور سر کے بال منڈا کر اور ایک کمبل اوڑھ کر ایک تھیلے میں اخروٹ بھر لے اور ایسی جگہ جا بیٹھ جہاں بہت لوگ تجھ سے واقف ہوں اور بچوں سے کہہ دے کہ جو بچہ مجھے ایک تھپڑ مارے گا اس کو ایک اخروٹ دوں گا۔ بس یہی تیرا واحد علاج ہے اس لئے کہ ابھی تجھے اپنے نفس پر قابو حاصل نہیں ہو سکا۔ اس نے جواب میں کہا سبحان اللہ لا الٰہ الا اللہ آپ نے فرمایا کہ یہ کلمات اگر کسی کافر کی زبان سے ادا ہوتے تو وہ مسلمان ہو جاتا۔ لیکن تو اس لئے مشرک ہو گیا کہ تو نے عظمت خداوندی کے بجائے اپنی عظمت کا اظہار کیا۔ یہ سن کر اس نے عرض کیا کہ آپ کی بتائی ہوئی ترکیب میرے لئے قابل قبول نہیں۔ آپ نے کہا کہ یہ تو میں پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ تو میری بات پر عمل نہیں کرے گا۔

حضرت شفیق بلخی کا ایک ارادت مند سفر حج پر روانہ ہوتے ہوئے حضرت بایزید کے یہاں شرف نیاز کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ کس سے بیعت ہو۔ اور جب اس نے اپنے مرشد کا نام بتایا تو فرمایا کہ تمہارے مرشد کے اقوال و اعمال کیا ہیں ؟ اس نے عرض کیا کہ ان کا قول تو یہ ہے کہ مخلوق سے بے نیاز ہو کر متوکل علی اللہ ہو گئے ہیں اور قول یہ ہے کہ اگر بارش نہ ہونے سے غلہ پیدا نہ ہو اور پوری مخلوق میری عیال میں داخل ہو

جب بھی میں توکل ترک نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر حضرت بایزید نے فرمایا کہ وہ تو بہت کافر و مشرک ہے اور اگر میں پرندہ بن جاؤں جب بھی اس کے شہر کا رخ نہ کروں لہٰذا اس کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ صرف دو روٹیوں کی خاطر تو خدا کو آزماتا ہے اور جب بھوک لگے تو کسی سے مانگ کر کھالینا توکل کو رسوا نہ کر تا کیوں کہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ کہیں تیری وجہ سے تیرا شہر تباہ نہ ہو جائے۔ یہ سن کر ان کا مرید حج کا قصد ترک کر کے حضرت بایزید کا پیغام لے کر حضرت شفیق کی خدمت میں پہنچا اور جب حضرت شفیق نے اس پیغام پر غور کیا تو محسوس ہوا کہ وہ عیب واقعی ان کے اندر موجود ہے لیکن انہوں نے اپنے مرید سے پوچھا کہ حضرت بایزید سے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ اگر مجھ میں یہ خامی ہے تو پھر آپ کا کیا مرتبہ ہے. چنانچہ اس مرید نے دوبارہ آپ کی خدمت میں پہنچ کر یہی سوال دہرایا آپ نے فرمایا یہ اس کی دوسری بیوقوفی ہے لیکن میں جو کچھ جواب دوں گا وہ تیرے فہم سے بالاتر ہے لہٰذا کاغذ پر تحریر کر کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بایزید کچھ بھی نہیں اور کاغذ لپیٹ کر اس کو دے دیا اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب بایزید کچھ نہیں تو اس کے اوصاف کیا ہو سکتے ہیں. لہٰذا اس کا مرتبہ دریافت کرنا بے سود ہے اور توکل واخلاص تو سب مخلوق کی باتیں ہیں ہماری شہرت تو اللہ کے اخلاق سے ہونی چاہئے نہ کہ توکل سے. چنانچہ جب وہ مرید پیغام لے کر پہنچا تو حضرت شفیق بالکل لب مرگ تھے اور کاغذ یہ پڑھ کر کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے۔

حضرت احمد خضرویہ اپنے ہزار مرشدین کے ہمراہ آپ سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے تو ان کے مریدین میں ایک مرید بہت ہی صاحب فضل و کمال تھا اور اس کی کیفیت تھی کہ ہوا میں اڑتا اور پانی پر چلتا تھا چنانچہ جس وقت یہ جماعت بایزید کے در دولت پر پہنچی تو حضرت احمد نے مریدین کو یہ حکم دیا کہ جس میں حضرت بایزید کے دیدار کی طاقت ہو بس وہی میرے ہمراہ آئے اور باقی سب لوگ ٹھہر جائیں. لیکن سب ہی نے آپ کے اشتیاق دید کا اظہار کیا اور جب حضرت بایزید کے گھر پہنچے تو جوتے اتارنے کی جگہ پر اپنے عصا رکھ دیئے اور جب سب آپ کے سامنے پہنچے تو آپ نے سوال کیا کہ تمہارا وہ مرید کہاں ہے جو سب میں افضل ترین ہے اور وہ باہر کیوں کھڑا رہ گیا ہے؟ اس کو بھی اندر بلاؤ چنانچہ جب اس کو بھی اندر بلا لیا گیا تو آپ نے حضرت احمد سے پوچھا کہ آپ کب تک دنیا کی سیر و سیاحت میں مشغول رہیں گے. انہوں نے جواب دیا کہ پانی کے ایک جگہ ٹھہر جانے سے بدبو پیدا ہو کر رنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ پھر دریا کیوں نہیں بن جاتے. جس میں نہ کبھی بدبو پیدا ہو اور نہ کبھی رنگ تبدیل ہو۔ اس کے بعد پھر معرفت کے متعلق کچھ دوسری گفتگو ہوتی رہی جس پر حضرت احمد نے عرض کیا کہ آپ کی باتیں میرے فہم سے بالاتر ہیں. انہیں ذرا وضاحت سے بیان فرمائیں تاکہ میں سمجھ سکوں چنانچہ آپ نے اس انداز سے گفتگو فرمائی کہ ان کی سمجھ میں اچھی طرح آ گئیں اور جب آپ خاموش ہو گئے تو حضرت احمد نے سوال کیا کہ میں نے آپ کے مکان کے سامنے ابلیس کو

پھانسی پر لٹکتے دیکھا ہے وہ کیا چیز ہے؟ حضرت بایزید نے فرمایا سزا میں نے بسطام میں آ گیا اور اسی کی اس بسطام میں داخل نہ ہو گا وہ وعدہ خلافی کرتے ہوئے ایک شخص کو فریب دینے بسطام میں آ گیا اور اسی کی اس کمیں میں نے اسے پھانسی پر لٹکا دیا۔

کسی نے سوال کیا کہ آپ کے پاس عورتوں کا اجتماع کیوں رہتا ہے اور اس میں کیا راز ہے؟ فرمایا کہ یہ ملائکہ ہیں جن کو میں علمی مسائل سمجھاتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ ایک شب اول فلک کے ملائکہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کے ہمراہ عبادت کرنا چاہتے ہیں میں نے کہا کہ میری زبان میں وہ طاقت نہیں جس سے میں ذکر الٰہی کر سکوں لیکن اس کے باوجود رفتہ رفتہ ساتوں افلاک کے ملائکہ میرے پاس جمع ہو گئے اور سب نے وہی خواہش ظاہر کی جو فلک اول کے فرشتوں نے کی تھی۔ اور میں نے سب کو پہلے ہی جیسا جواب دیا اور جب انہوں نے پوچھا کہ ذکر الٰہی کی طاقت آپ میں کب تک پیدا ہوگی، تو میں نے کہا کہ قیامت کو جب سزا و جزا ختم ہو جائیں گے اور میں طواف عرش کرتا ہوا اللہ اللہ کہہ رہا ہوں گا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک شب اچانک میرا مکان منور ہو گیا اور میں نے آواز دے کر کہا کہ اگر ابلیس کی حرکت ہے تو میں اپنی بزرگی اور بلند ہمتی کی وجہ سے اس کے فریب میں نہیں آ سکتا اور اگر مقربین کی جانب سے یہ نور ہے تو مجھے خدمت کا موقع عطا کیجئے تاکہ میں بھی مرتبہ کرامت حاصل کر سکوں۔

ایک شب آپ کو عبادت میں لذت محسوس نہیں ہوئی تو خادم سے فرمایا کہ دیکھو گھر میں کیا چیز موجود ہے؟ چنانچہ انگور کا ایک خوشہ نکلا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کسی کو دے دو اس کے بعد آپ کے اوپر انوار کی بارش ہونے لگی اور ذکر و شغل میں لذت محسوس ہونے لگی۔

ایک یہودی جو آپ کا پڑوسی تھا وہ کہیں سفر میں چلا گیا اور افلاس کی وجہ سے اس کی بیوی چراغ تک روشن نہیں کر سکتی تھی اور تاریکی کی وجہ سے اس کا بچہ تمام رات روتا رہتا تھا چنانچہ آپ ہر رات اس کے یہاں چراغ رکھ آتے اور جس وقت وہ یہودی سفر سے واپس آیا تو اس کی بیوی نے تمام واقعہ سنایا جس کو سن کر اس نے کہا کہ یہ بات کس قدر افسوسناک ہے کہ اتنا عظیم بزرگ ہمارا پڑوسی ہو اور ہم گمراہی میں زندگی گزاریں چنانچہ میاں بیوی آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

ایک مرتبہ کسی آتش پرست سے مسلمان ہونے کی تبلیغ کی گئی تو اس نے جواب دیا کہ اگر اسلام اس کا نام ہے جو حضرت بایزید کو حاصل ہے تو اس کی مجھ میں طاقت نہیں اور جس طرح کے تم سب لوگ مسلمان ہو تو مجھے اعتقاد نہیں۔ ایک مرتبہ آپ اپنے ارادت مندوں کے ہمراہ تشریف فرما تھے تو اچانک ایک مرید سے فرمایا کہ خدا کا دوست آ رہا ہے چل کر اس کا استقبال کرنا چاہئے اور جب سب لوگ باہر نکلے تو دیکھا کہ حضرت ابراہیم ہروی ہیں جو خچر پر سوار چلے آ رہے ہیں اور حضرت بایزید نے ان سے کہا کہ مجھے آپ کے استقبال کا

منجانب اللہ حکم ملا ہے اور یہ بھی حکم ہے کہ اس بارگاہ میں آپ کو میں اپنا شفیع بناؤں۔ یہ سن کر انہوں نے جواب دیا کہ اگر پہلی شفاعت تمہیں اور آخری شفاعت مجھے عطا کی جائے جب بھی حضور اکرمؐ کی شفاعت کے مقابلہ میں اس کا مرتبہ ایک مشت خاک بھی نہیں ہے اس کے بعد دستر خوان بچھا جس پر الوان و اقسام کے لذیذ اور اعلیٰ کھانے چنے ہوئے تھے اور آپ نے حضرت ابراہیم کے ہمراہ کھانا کھایا لیکن حضرت ابراہیمؒ کے قلب میں خیال گزرا کہ حضرت بایزید جیسے شیخ دوراں کو ایسے کھانوں سے احتراز کرنا چاہئے اور حضرت بایزید کو آپ کی نیت کا اندازہ ہو گیا تو آپ نے کھانے کے بعد ان کو اپنے ہمراہ ایک کونے میں لے جا کر دیوار پر ہاتھ مارا تو ایک ایسا دروازہ نمودار ہوا جس کے سامنے بہت بڑا دریا ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور حضرت بایزید نے ان سے کہا کہ چلئے ہم دونوں اس میں غسل کریں لیکن انہوں نے کہا کہ خدا نے یہ مرتبہ مجھے عطا نہیں فرمایا۔ یہ جواب سن کر آپ نے ان سے کہا کہ جس جو کی روٹی تمہاری غذا ہے وہ تو جو ہیں جن کو جانور کھاتے ہیں اور لید کرتے ہیں لیکن تم اس کے باوجود بھی یہ تصور کرتے ہو کہ عمدہ و لذیذ کھانا کھانے والا کبھی اہل تقویٰ نہیں ہو سکتا یہ سن کر حضرت ابراہیم ہروی بہت نادم ہوئے اور معافی طلب کی۔

ایک مرتبہ لوگوں نے قحط سے عاجز آ کر آپ سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے مراقبہ میں سے سر اٹھا کر فرمایا کہ جا کر پرنالوں کو درست کر لو۔ بارش آنے والی ہے چنانچہ تھوڑی دیر میں بارش شروع ہو گئی اور ایک دن رات مسلسل پانی برستا رہا۔

ایک دن آپ نے اپنے پاؤں پھیلائے تو ایک مرید نے بھی پھیلا لئے اور جب آپ نے سمیٹے تو اس نے بھی سمیٹنے کی کوشش کی مگر اس کے پاؤں شل ہو کر رہ گئے اور موت کے وقت تک یہی حالت رہی کیوں کہ اس نے مرشد کے پاؤں پھیلانے کو ایک معمولی بات سمجھا تھا ایک شخص جو آپ کی عظمت و کرامت سے منکر تھا اس نے عرض کیا کہ مجھے رموز خداوندی سے آگاہ فرمائیں۔ آپ نے اس کی بدباطنی کو محسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ فلاں پہاڑ پر میرا ایک دوست مقیم ہے اس سے جا کر اپنی خواہش کا اظہار کرو۔ چنانچہ یہ شخص جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا مہیب قسم کا اژدھا وہاں بیٹھا ہوا ہے اور یہ اس کو دیکھتے ہی مارے خوف کے بے ہوش ہو گیا اور جب ہوش آیا تو حضرت بایزید کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ عجیب بات ہے تم مخلوق سے اس قدر خائف ہو گئے اور خالق کی ہیبت نے تمہارے قلب میں قطعاً اثر نہیں کیا اس بنیاد پر مجھ سے رموز خداوندی معلوم کرنے آئے تھے!! اسی طرح ایک دوسرا بھی آپ کی کرامتوں کو دیکھ کر کہا کرتا تھا کہ ایسی کرامتیں تو میں بھی پیش کر سکتا ہوں فرق صرف اتنا ہے کہ ان کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں اور جب ایک مرتبہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو چونکہ آپ اس کی بیہودہ باتوں سے واقف تھے اس لئے ایک ایسی آہ کھینچی کہ وہ غش کھا کر گر پڑا اور تین شب و روز اسی حالت میں گزر گئے حتیٰ کہ

حوائج ضروریہ بھی کپڑوں ہی میں پوری کرتا رہا۔ اور اس کو مطلق خبر نہیں ہوئی پھر ہوش میں آنے کے بعد جب نماد حوکر آپ کے سامنے آیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ ہاتھی کا بوجھ گدھے پر نہیں ڈالا جا سکتا۔

حضرت شیخ ابو سعید مخزوانی آپ کی خدمت میں بغرض امتحان حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی نیت بھانپ کر فرمایا کہ تم ابو سعید راعی کے پاس چلے جاؤ وہ میرا مرید بھی ہے میں نے اپنی تمام ولایت اسی کے حوالے کر دی ہے چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ مشغول عبادت ہیں لہٰذا یہ انتظار میں کھڑے رہے اور فراغت عبادت کے بعد جب انہوں نے پوچھا کہ کیا چاہتے ہو تو آپ نے عرض کیا کہ تازہ انگور۔ چنانچہ ابو سعید راعی نے ایک چھڑی کے دو ٹکڑے کر کے ایک اپنے اور ان کے قریب زمین میں دفن کر دیئے اور تھوڑے ہی وقفہ میں دونوں مقامات سے انگور کے سرسبز درخت نمودار ہونے شروع ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان میں انگور بھی لگ گئے فرق صرف یہ رہا کہ ابو سعید مخزوانی کے قریب درخت میں سیاہ اور ابو سعید راعی کے قریب کے درخت میں نہایت نفیس سفید قسم کے انگور تھے۔ اور جب ابو سعید مخزوانی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ مجھے تو صدق و یقین کا درجہ حاصل ہے اور تمہیں امتحان منظور تھا اس لئے اللہ نے دونوں درختوں سے دونوں کی قلبی کیفیت ظاہر فرما دی اس کے بعد آپ نے ایک کمبل دے کر یہ ہدایت کر دی کہ اس کو بحفاظت رکھنا اور نہیں گم نہ کر دینا چنانچہ وہ کمبل لے کر حج کرنے چلے گئے لیکن کمبل انتہائی احتیاط کے باوجود بھی عرفات میں گم ہو گیا اور جب بسطام واپس آئے تو دیکھا کہ وہی کمبل ابو سعید راعی کے پاس موجود ہے۔

لوگوں نے جب آپ سے یہ سوال کیا کہ آپ کا مرشد کون ہے؟ فرمایا کہ ایک بوڑھی عورت اس لئے کہ میں ایک مرتبہ جنگل میں تھا کہ ایک بڑھیا سر پر آٹا رکھے ہوئے ملی اور مجھ سے کہنے لگی کہ یہ آٹا میرے مکان تک پہنچا دو۔ اسی دوران مجھے ایک شیر نظر آ گیا اور میں نے آٹا اس کی کمر پر رکھ کر بڑھیا سے کہا کہ جاؤ یہ تمہارے گھر پہنچا دے گا لیکن تم یہ بتاتی جاؤ کہ شہر میں جا کر لوگوں سے کیا کہو گی؟ بڑھیا نے کہا کہ میں یہ کہوں گی کہ آج جنگل میں میری ملاقات ایک خود نما ظالم سے ہوئی۔ آپ نے پوچھا کہ مجھے خود نما ظالم کا خطاب کیوں دیا؟ بڑھیا نے کہا کہ شریعت نے شیر کو مکلف نہیں بنایا اور تم ایک غیر مکلف کی پشت پر اپنا بوجھ لادے ہو اور یہ ظلم نہیں تو پھر کیا ہے اور دوسرا عیب تمہارے اندر یہ ہے کہ تم خود لوگوں پر صاحب کرامت ظاہر کرنا چاہتے ہو اور اسی کا نام خود نمائی ہے۔ چنانچہ میں نے بڑھیا کی بات سے ایسی نصیحت و عبرت حاصل کی کہ ہمیشہ کے لئے ایسی چیزوں کے اظہار سے توبہ کر لی۔ بس اس وجہ سے اس بڑھیا کو اپنا مرشد تسلیم کرتا ہوں اور اب میری یہ حالت ہے کہ ہر کرامت پر میں اللہ تعالیٰ کی تصدیق کا طالب ہوں اور اس تصدیق کے لئے اس

دن سے ایک نور ظاہر ہوتا ہے۔ جس پر سبز حروف میں یہ کلمات تحریر ہوتے ہیں۔ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ۔ نوح نجی اللہ۔ ابراہیم خلیل اللہ۔ موسیٰ کلیم اللہ۔ عیسیٰ روح اللہ۔ علیہم الصلوٰۃ و السلام جس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ پانچ شہادتیں میری کرامت کی شاہد ہیں۔

حضرت احمد خضرویہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواب میں جمال خداوندی سے میں مشرف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم سب تو ہم سے اپنی ضروریات کی چیزیں طلب کرتے ہو لیکن بایزید ہم سے ہمیں مانگتا ہے۔

ایک مرتبہ شقیق بلخی اور ابو تراب بخشی حضرت بایزید سے ملاقات کرنے پہنچے تو آپ نے دسترخوان پر کھانا رکھوایا اور سب لوگ شریک طعام ہو گئے لیکن ابو تراب نے فرمایا کہ میں روزے سے ہوں۔ یہ سن کر ان کے ایک مرید نے کہا کہ اگر دعوت کے لئے نفل روزہ توڑ دیا جائے تو روزہ دار کو روزہ اور دعوت دونوں کا اجر حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کہنے کے بعد بھی انہوں نے انکار کر دیا پھر حضرت بایزید نے فرمایا کہ تم لوگوں کو شاید یہ نہیں معلوم کہ یہ شخص بارگاہ خداوندی سے بہت دور ہے چنانچہ چند ایام کے بعد ہی ابو تراب کے چوری کے جرم میں گرفتار کر کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔ جامع مسجد کے ایک کونے میں حضرت بایزید نے اپنا عصا کھڑا کر دیا لیکن وہ اتفاق سے گر پڑا اور بوڑھے نے اٹھا کر پھر اسی کونے میں کھڑا کر دیا اور جب آپ کو اس کا علم ہوا تو اس بوڑھے کے مکان پر پہنچ کر عصا اٹھا کر رکھنے کی تکلیف پر معافی چاہی۔

کسی نے آپ سے حیا کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ایسے موثر انداز میں حیا کی تعریف بیان کی کہ وہ شخص پانی بن کر بہنا شروع ہو گیا یعنی آنسو جاری ہو گئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں دجلہ پر پہنچا تو پانی جوش مارتا ہوا میرے استقبال کو بڑھا۔ لیکن میں نے کہا کہ مجھے تیرے اقبال سے شمہ برابر بھی غرور نہیں ہو گا اور میں اپنی تیس سالہ ریاضت کو تکبر کر کے ہرگز ضائع نہیں کر سکتا کیوں کہ میں تو کریم کا طالب ہوں نہ کہ کرامت کا۔ پھر فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیویوں کے فرق کی پریشانیوں سے بچائے رکھے۔ لیکن پھر یہ خیال آیا کہ یہ تو سنت نبوی کے خلاف ہے۔ یہ سوچ کر میں نے دعا نہیں کی اور اس ذمہ داری کو اپنے ہی لئے قائم رہنے دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اتنی سہولت عطا کر دی کہ میرے نزدیک دیوار اور عورت میں کوئی فرق نہیں رہا۔

کسی امام کے پیچھے آپ نے نماز پڑھی اور فراغت نماز کے بعد جب امام نے پوچھا کہ آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ پہلے میں اپنی نماز کی قضا کر لوں۔ پھر تجھے جواب دوں گا اور جب اس نے کہا کہ نماز قضا کیوں کر رہے ہیں تو فرمایا کہ جو رزق پہنچانے والے ہی سے واقف نہ ہو اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے ملاقات کرنے والوں میں بعض کو رحمت حاصل ہوتی ہے اور بعض کو

لعنت۔ کیوں کہ جو لوگ میری مدہوشی کے عالم میں ملاقات کرتے ہیں وہ تو میری حالت سے متاثر ہو کر غیبت کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور جو لوگ اس وقت آتے ہیں جب مجھ پر حق کا غلبہ ہوتا ہے تو ان کو رحمت حاصل ہوتی ہے۔ پھر فرمایا کہ کاش قیامت جلدی آ جائے تاکہ میں جہنم کے قریب مقیم ہو جاؤں اور میرے قیام کی وجہ سے جہنم سرد پڑ جائے تاکہ اہل جہنم کو میری ذات سے آرام و سکون حاصل ہو سکے۔ بعض لوگوں نے آپ سے بیان کیا کہ حضرت قاسم یہ کہتے ہیں کہ جو قیامت میں اہل جہنم کی شفاعت نہ کرے وہ میرا مرید نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ محشر میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہو کر اور اہل جہنم کو جنت میں بھیجنے کے لئے خود کو جہنم میں نہ گرا دے مجھ وہ میرا مرید نہیں۔ پھر کچھ لوگوں نے پوچھا کہ جب آپ کو صاحب افضل و کمال بنایا گیا ہے تو آپ مخلوق کو سیدھے راستے پر کیوں نہیں کھینچتے؟ فرمایا جو خود ہی مردود بارگاہ ہو اس کو میں کیسے مقبول بنا سکتا ہوں۔ ایک مرتبہ آپ متفکر و سرنگوں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بزرگ تشریف لے آئے اور جب آپ نے سر اٹھا کر دیکھا تو ان بزرگ نے پوچھا کہ آپ فکر مند کیوں ہیں۔ یہ سنتے ہی آپ کو ایسا جوش آیا کہ منبر سے ٹکرا کر بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش آیا تو فرمایا کہ نہ جانے تیری اس میں کیا مصلحت ہے کہ مجھ جیسے گمان رکھنے والے سے اپنی معرفت کا دعویٰ کروا دیا۔

ایک مرتبہ خشیت الٰہی سے آپ لرزہ بر اندام تھے کہ کسی مرید نے سوال کر ڈالا کہ آپ کی یہ کیا حالت ہے؟ فرمایا کہ جو تیس سال ریاضت و نفس کشی کے بعد حاصل ہوتی ہے وہ ابھی تیرے فہم سے بالاتر ہے۔ جس وقت جنگ روم میں اسلامی لشکر پسپا ہو گیا تو کسی لشکری کے منہ سے نکلا کہ بایزید اعانت فرمائیے چنانچہ اسی وقت ایک آگ نمودار ہوئی جس کے خوف سے کفار کا لشکر فرار ہو گیا۔ اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

کسی بزرگ نے مراقبہ کے بعد سوال کیا کہ اس وقت آپ کہاں تھے؟ فرمایا کہ بارگاہ خداوندی میں۔ اس وقت انہوں نے کہا کہ میں بھی تو وہیں تھا۔ لیکن میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کے مابین ایک حجاب تھا اور میں ذات باری کے بالکل سامنے تھا اسی وجہ سے آپ مجھے نہ دیکھ سکے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص اتباع سنت کے بغیر خود کو صاحب طریقت کہتا ہے۔ وہ کاذب ہے کیوں کہ اتباع شریعت کے بغیر طریقت کا حصول ممکن نہیں۔

کسی نے عرض کیا کہ کچھ دیر کے لئے اگر آپ خلوص قلب کے ساتھ میری جانب متوجہ ہو جائیں تو میں کچھ عرض کروں۔ فرمایا کہ میں تیس سال سے اللہ تعالیٰ سے خلوص قلب کا طالب ہوں لیکن آج تک حاصل نہ ہو سکا لہٰذا جب میرا قلب ہی اخلاص و صفا سے خالی ہے تو پھر میں تمہاری طرف کیسے متوجہ ہو سکتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ لوگ یہ تصور نہ کریں کہ راہ حق مہر منور کی طرح روشن ہے اس لئے کہ یہ ایک ایسا راستہ ہے کہ میں

برسوں سے سوئی کے ناکے کے برابر سوراخ تلاش کر رہا ہوں مگر نہیں ملتا اور جس وقت آپ کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو فرماتے کہ اے اللہ! روٹی تو عطا کر دی سالن بھی دے دے تاکہ اچھی طرح کھا سکوں یعنی تیری ہی عطا کردہ پریشانی ہے اور تو ہی صبر دینے والا ہے ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰ نے سوال کیا کہ آپ کی راتیں کیسی گزرتی ہیں؟ فرمایا کہ یاد الٰہی میں مجھے سحر و شام کا پتہ ہی نہیں چلتا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے بذریعہ الہام اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عبادت و خدمت تو بہت ہے لیکن اگر تو ہماری ملاقات کا متمنی ہے تو ہماری بارگاہ میں وہ شے شفاعت کے لئے بھیج جو ہمارے خزانے میں نہ ہو آپ نے سوال کیا کہ وہ کون سی شے ہے؟ فرمایا گیا عجز و انکساری اور ذلت و غم حاصل کر کیوں کہ ہمارا خزانہ ان چیزوں سے خالی ہے اور ان کو حاصل کرنے والے ہمارا قرب حاصل کر لیتے ہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ جنگل میں میرے اوپر محبت کی بارش ہوئی کہ پوری زمین برف کی طرح یخ ہو گئی، اور اس میں گردن تک غرق ہو گیا پھر فرمایا کہ میں نے نماز کے ذریعہ استقامت اور روزے کے ذریعہ سوائے بھوکا رہنے کے اور کچھ حاصل نہیں کیا اور جو کچھ بھی ملا وہ سب فضل خداوندی سے حاصل ہوا اور اپنی سعی سے کچھ نہیں مل سکا۔ پھر فرمایا کہ دو عالم کی دولت سے یہ بات بہتر ہے کہ انسان خدا کے فضل سے ہٹ کر اپنی ذاتی سعی سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا، پھر بھی انسان کو سعی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے سعی بہت ضروری ہے، لیکن سعی کے بعد جو کچھ حاصل ہو اس کو محض خدا کا فضل تصور کرنا چاہئے۔

جس وقت آپ صفات خداوندی بیان فرماتے تو اپنی اصلی حالت میں رہتے، لیکن جب ذات خداوندی کے موضوع پر گفتگو ہوتی تو بے خودی کے عالم میں یہ کہتے رہتے کہ میں سر کے بل آ رہا ہوں، اللہ مجھ سے بہت نزدیک ہے ایک مرتبہ کسی مرید نے کہا کہ مجھے اس پر حیرت ہوتی ہے کہ جو خدا کو جانتے ہوئے بھی عبادت نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بندے پر حیرت ہوتی ہے۔ جو خدا کو پہچاننے کے بعد عبادت کرتا ہے یعنی یہ حیرت ہے کہ خدا کو پہچان کر حیرت میں کیسے رہتا ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے پہلی مرتبہ حج کیا تو کعبہ کی زیارت کی اور دوسری مرتبہ کعبہ اور صاحب کعبہ دونوں کی زیارت سے مشرف ہوا اور تیسری مرتبہ کچھ بھی نظر نہیں آیا کیوں کہ یاد الٰہی میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ کسی نے دروازے پر آواز دی تو آپ نے پوچھا کس کی تلاش ہے؟ جواب ملا کہ بایزید۔ فرمایا کہ میں تیس سال سے اس کی تلاش میں ہوں لیکن آج تک نہیں ملا اور جس وقت یہ واقعہ حضرت ذوالنون کے سامنے بیان کیا گیا تو فرمایا کہ وہ خاصان خدا کی طرح خدا سے پیوستہ ہو گئے تھے۔

جب لوگوں نے آپ کے مجاہدات کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ اگر میں اعلیٰ مجاہدات کا ذکر کروں تو تمہارے فہم سے بالاتر ہے لیکن معمولی مجاہدہ یہ ہے کہ ایک دن میں نے اپنے نفس کو عبادت کے لئے آمادہ کرنا چاہا تو وہ منحرف ہو گیا لیکن میں نے بھی اس سزا میں پورے ایک سال تک اس کو پانی سے محروم رکھا اور کہا یا تو عبادت کے لئے تیار ہو جا ورنہ تجھے اسی طرح پیاس سے تڑپاتا رہوں گا۔ آپ اس درجہ مستغرق رہتے تھے کہ ایک ارادت مند جو تیس سال سے آپ کا خادم تھا وہ جب بھی سامنے آتا آپ پوچھتے کہ تیرا کیا نام ہے؟ ایک مرتبہ اس نے عرض کیا کہ آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں جب بھی سامنے آتا ہوں آپ نام پوچھتے ہیں؟ فرمایا کہ میں مذاق نہیں کرتا بلکہ میرے قلب و روح میں اس طرح اللہ کا نام جاری و ساری ہے کہ اس کے نام کے سوا مجھے کسی کا نام یاد نہیں رہتا۔

جب لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اعلیٰ مراتب آپ کو کیسے حاصل ہوئے؟ فرمایا کہ ایک مرتبہ بچپن میں چاندنی رات تھی اور میں شہر سے باہر نکل گیا وہاں مجھے ایک ایسا دربار نظر آیا کہ جس کے مقابلہ میں ساری دنیا ہیچ معلوم ہونے لگی اس وقت میں نے خدا سے عرض کیا کہ ایسا بے نظیر دربار دنیا کی نگاہوں سے کیوں پوشیدہ ہے؟ ندا آئی کہ اس دربار میں وہی آسکتے ہیں جو اس قابل ہیں کیوں کہ یہاں جاہل لوگوں کی رسائی ممکن نہیں اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ میں تمام عالم کی شفاعت طلب کروں تاکہ وہ بھی اس دربار کے قابل بن جائیں لیکن اس خیال سے خاموش ہو گیا کہ شفاعت تو حضور اکرم ﷺ کے لئے مخصوص ہے۔ پھر ندا آئی کہ تو نے ہمارے حبیب کا پاس ادب کیا اس کے معاوضے میں ہم تجھ کو وہ مرتبہ عطا کرتے ہیں تاکہ تا حشر تیرا نام سلطان العارفین بایزید تمام مخلوق کی زبان پر رہے اور جس وقت یہ واقعہ حضرت ابو نصر قشیری کے سامنے بیان کیا گیا تو فرمایا کہ در حقیقت وہ ایسے ہی ممتاز زمانہ ہیں اور جتنے مراتب ان کو عطا ہوئے وہ سب ان کی علو ہمتی کی وجہ سے تھے۔

آپ عشاء کی چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے ہوئے فرماتے کہ یہ نماز قابل قبول نہیں، یہ کہہ کر پھر چار رکعت نماز ادا کرتے اور پھر یہی فرماتے کہ یہ بھی قابل قبول نہیں حتیٰ کہ اسی طرح رات ختم ہو جاتی اور صبح کو اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے کہ میں نے تیری بارگاہ کے لائق نماز کی بہت سعی کی لیکن محروم رہا۔ کیوں کہ جیسا میں خود ہوں ویسی ہی میری نماز ہے لہٰذا مجھے اپنے بے نماز بندوں میں شمار کر لے۔

ایک شخص آپ کے صبح کے معمولات دیکھنے کے لئے قصد کیا تو اس نے دیکھا کہ آپ نے اللہ کی ایک ضرب لگائی اور اتنی زور سے زمین پر گرے کہ سر میں شدید چوٹ آگئی اور لوگوں کے سوال پر بتایا کہ جب میں عرش خداوندی کے نزدیک پہنچا اور دریافت کیا کہ اللہ کہاں ہے؟ جواب ملا کہ اس کو اہل زمین کے شکستہ قلوب میں تلاش کرو کیوں کہ اہل آسمان بھی اس کو وہیں تلاش کیا کرتے ہیں اور جس وقت میں مقام قرب میں داخل

ہو گیا تو سوال کیا گیا کہ کیا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ ہو دی دے دیجئے حکم ہوا کہ ہماری دائمی قربت کے لئے خود کو فنا کر دو اور میں نے اس کو منظور کر لیا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ فیض و برکت کے حصول کے بغیر میں یہاں سے نہیں ٹل سکتا۔ پھر سوال ہوا اور کیا چاہتے ہو؟ میں نے پوری مخلوق کی مغفرت طلب کی۔ حکم ہوا کہ غور سے دیکھو اور جب میں نے غور سے دیکھا سو ہر مخلوق کے ہمراہ ایک شفیع موجود تھا لیکن اللہ کی سب سے زیادہ نظر کرم مجھ پر تھی۔ پھر میں نے خاموش رہنے کے بعد عرض کیا کہ ابلیس پر بھی رحم فرما دے۔ جواب ملا کہ وہ آگ ہے اور آگ کے لئے آگ ہی مناسب ہے لیکن تم آگ سے بچنے کی کوشش کرتے رہو اس کے بعد اللہ نے میرے سامنے دو مقام پیش کئے لیکن میں نے ان میں سے ایک کو بھی قبول نہیں کیا۔ پھر سوال ہوا کہ اور کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ یا طلب جو کچھ مل جائے۔

صحیح اتباع: جو لوگ آپ سے دعا کے لئے عرض کرتے تو آپ خدا سے کہتے کہ مخلوق مجھے واسطہ بنا کر تجھ سے مانگ رہی ہے اور تو ان کی طلب سے بھی بخوبی واقف ہے اس طرح کہنے سے لوگوں کی مرادیں بر آتیں ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک ارادت مند آپ کے نقش پا پر قدم رکھ کر چلتے ہوئے کہنے لگے کہ مرشد کے نقش پر چلنا اس کو کہتے ہیں۔ پھر اسی مرید نے استدعا کی کہ مجھے اپنی پوستین کا ایک ٹکڑا عنایت فرما دیں تاکہ مجھے بھی برکت حاصل ہو سکے۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت تک میری کھال بھی سود مند نہیں جب تک مجھ جیسا عمل نہ ہو۔

نظر کرم: آپ نے کسی دیوانے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! میری جانب نظر فرما، آپ نے پوچھا کہ تو نے ایسے کون سے اعمال نیک کئے ہیں جو اس کی نظر تیری طرف اٹھے۔ اس نے جواب دیا کہ اس کی نظر مجھ پر پڑ جائے گی تو اعمال خود بخود اچھے ہو جائیں گے آپ نے فرمایا تو سچا ہے۔ ایک مرتبہ معرفت و حقیقت کے موضوع پر آپ کچھ فرما رہے تھے تو اپنے ہونٹ چاٹتے جاتے اور کہتے جاتے ہیں کہ مجھ سے زائد خوش نصیب کوئی نہیں کہ میں خود ہی سے بھی ہوں اور سے خوار بھی۔

ارشادات: آپ فرمایا کرتے کہ ستر زنار کھولنے کے باوجود بھی ایک زنار میری کمر میں باقی رہ گیا اور جب کسی طرح نہ کھل سکا تو میں نے خدا سے عرض کیا کہ اس کو کس طرح کھولا جائے۔ ندا آئی کہ یہ تمہارے بس کی بات نہیں جب تک ہم نہ چاہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میری انتھک کوششوں کے باوجود بھی در حق نہ کھل سکا اور جب کھلا تو مصائب کے ذریعہ کھلا۔ اور ہر طرح سے میں نے اس کی راہ پر چلنے کی سعی کی لیکن سب بے سود ثابت ہوئیں اور جب قلبی لگاؤ کے ذریعہ چلا تو منزل تک پہنچ گیا۔ فرمایا کہ میں نے مکمل تیس سال اللہ تعالیٰ سے اپنی ضروریات کے مطابق طلب کیا لیکن اس کی راہ میں گامزن ہوتے ہی سب کچھ بھول گیا اور یہ تمنا کرنے لگا کہ یا اللہ تو میرا ہو جا اور جو تیری مرضی ہو ویسا کر۔ فرمایا کہ جب میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ تجھ

تک رسائی کی کیا صورت ہو؟ فرمایا کیا اپنے نفس کو تین طلاقیں دے دے۔ فرمایا کہ اگر محشر میں مجھے دیدار خداوندی سے محروم کر دیا گیا تو اس قدر گریہ کروں گا کہ اہل جنہم بھی اپنی تکلیف کو بھول جائیں۔ فرمایا کہ اگر پوری دنیا کی سلطنت بھی مجھ کو دے دی جائے جب بھی میں اپنی اس آہ کو افضل تصور کروں گا جو میں نے گزشتہ شب کی ہے فرمایا کہ گزشتہ بزرگ معمولی سی چیزوں پر ہی خدا سے راضی ہو گئے لیکن میں نے راضی ہونے کے بجائے خود اس پر قربان کر دیا ہے اور مجھے وہ اوصاف حاصل ہوئے کہ اگر ان میں سے ایک دانہ کے برابر بھی سامنے آ جائے تو نظام عالم برہم ہو جائے۔ فرمایا کہ خدا نے اپنی خوشی سے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا اس لئے کہ میں بندہ ہونے کی حیثیت سے کس طرح اس کے دیدار کی تمنا کر سکتا ہوں۔ فرمایا کہ چالیس سال میں نے مخلوق کو نصیحت کرنے میں گزارے لیکن سب بے سود ثابت ہوا اور جب رضائے خداوندی ہوئی تو میری نصیحت کے بغیر ہی لوگ سیدھے راستہ پر آ گئے فرمایا کہ بہت سے حجابات سے گزر کر جب میں نے غور کیا تو خود کو مقام حزب البحر میں پایا یعنی ذات باری میں گم ہو گیا جہاں تک کسی دوسرے کی رسائی ممکن نہیں

فرمایا کہ تیس سال تک تو اللہ تعالیٰ میرا آئینہ بنا رہا لیکن اب میں خود آئینہ بن گیا ہوں اس لئے کہ میں نے اس کی یاد میں خود کو بھی اس طرح فراموش کر دیا کہ اب اللہ تعالیٰ میری زبان بن چکا ہے یعنی میری زبان سے نکلنے والے کلمات گویا زبان خداوندی سے ادا ہوتے ہیں اور میرا وجود درمیان سے ختم ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ مجھے خدا کی بارگاہ سے حیرت و ہیبت کے علاوہ کچھ نہ مل سکا۔ فرمایا کہ ایک رات صبح تک اپنے قلب کی جستجو کرتا رہا لیکن نہیں ملا اور صبح کو یہ ندائے غیبی آئی کہ تجھے دل سے کیا غرض تو ہمارے سوا کسی کو تلاش نہ کر۔ فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو وہ مقام عطا کیا کہ کل کائنات کو اپنی انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہوں فرمایا عارف کا اونیٰ مقام یہ ہے کہ صفات خداوندی کا مظہر ہو۔ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو جہنم میں جھونک دے اور میں صبر بھی کر لوں جب بھی اس کی محبت کا حق ادا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ مجھ کو پوری کائنات بخش دے جب بھی اس کی رحمت کے مقابلہ میں قلیل ہے فرمایا کہ عارف کامل وہی ہے جو آتش محبت میں جلتا رہے۔ فرمایا کہ جب ترک دنیا کے بعد حب الٰہی اختیار کی تو اپنی ذات کو بھی دشمن تصور کرنے لگا اور جب میں نے ان حجابات کو اٹھا دیا جو میرے اور خدا کے مابین تھے تو اس نے مجھے اپنے کرم سے نواز دیا فرمایا کہ خدا کے بہت سے بندے ایسے بھی ہیں جو دیدار الٰہی کے مقابلے میں جنت کو بھی اچھا نہیں سمجھتے۔ فرمایا کہ عارف صادق وہی ہے جو خواہشات کو ترک کر کے خدا کی پسندیدگی کو ملحوظ رکھے۔ بعض لوگوں نے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنی مرضی سے جنت میں داخل نہیں کرتا۔ فرمایا کہ یقیناً اپنی مرضی ہی سے داخل کرتا ہے لیکن جس کو اپنی مرضی سے اعلیٰ و ارفع بنا دے اس کو جنت کی کیا خواہش فرمایا۔ کہ ایک دانہ معرفت میں

جو لذت ہے وہ جنت کی نعمتوں میں کہاں فرمایا کہ خدا کی یاد میں فنا ہو جانا زندہ جاوید ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ زاہد و صالح کو ایسی ہوا کی طرح تصور کرو جو تمہارے اوپر چل رہی ہے۔ فرمایا کہ زیبائش جنت کو خدا رس لوگوں ہی سے ہے لیکن وہ اس کو ایک بار تصور کرتے ہیں۔ فرمایا کہ دنیا اہل دنیا کے لئے غرور ہی غرور، اور آخرت اہل آخرت کے لئے سرور ہی سرور۔ اور جب خدا و عدی عارفین کے لئے نور ہی نور ہے اور عارف کی ریاضت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کا نگراں رہے اور عارف کی شناخت یہ ہے کہ جو خوشی کے ساتھ مخلوق سے کنارہ کش رہے۔ فرمایا کہ خدا کا طالب آخرت کی جانب بھی متوجہ نہیں ہوتا اور خدا سے محبت کرنے والا اپنی محبت کی بناء پر خدا ہی کی طرح یکتا ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ محشر میں اہل جنت کے سامنے کچھ صورتیں پیش کی جائیں گی اور جو کسی صورت کو اپنا لے گا وہ دیدار الٰہی سے محروم ہو جائے گا۔ یہی مناسب ہے کہ بندہ خود کو ہیچ سمجھتے ہوئے کبھی اپنے علم و عمل کی زیادتی پر نازاں نہ ہو، کیوں کہ جس وقت بندہ خود کو ہیچ تصور نہ کرے واصل الی اللہ نہیں ہو سکتا، کیوں کہ خدا کی صفت کا اسی وقت مظاہرہ ہو سکتا ہے جب یہ مقام اس کو حاصل ہو جائے۔ فرمایا کہ علم و خبر ایسے فرد سے سیکھو اور سنو جو علم سے معلوم تک اور خبر سے مخبر تک رسائی حاصل کر چکا ہو اور جو اعزاز دنیاوی کے لئے علم حاصل کرے اس کی صحبت سے کنارہ کش رہو۔ اس لئے کہ اس کا علم خود اس کے لئے سود مند نہیں۔ فرمایا کہ خدا شناس خدا کو ضرور دوست رکھتا ہے کیوں کہ محبت کے بغیر معرفت بے معنی ہے۔ فرمایا کہ یہ ایک کلیہ ہے کہ جب تک ندی نالے بہتے رہتے ہیں اس وقت تک ان میں شور ہوتا ہے اور جب دریا سے مل جاتے ہیں تو تمام شور ختم ہو جاتا ہے، پھر فرمایا کہ خدا کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر ایک لمحہ کے لئے بھی محجوب ہو جائیں تو پرستش ترک کر دیں، یعنی محجوب ہو جانے سے وہ قطعاً بے بو د ہو جاتے ہیں اور بے بو د ہونے کے بعد عبادت نہیں کر سکتے۔

فرمایا کہ عارف وہ ہے جو ملک و دولت معیوب تصور کرتا ہو لیکن اس کی عبادت کا صلہ سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔ فرمایا کہ خدا دوست لوگوں کی نظر میں جنت بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی کو اہل محبت ہجر میں مبتلا رہتے ہیں لیکن ان کی حالت ان بندوں کی طرح ہوتی ہے جو ہر حال میں مطلوب کے طالب رہتے ہیں جس طرح عاشق کو عشق کے اور طالب کو مطلوب کے سوا اور کچھ طلب کرنا مناسب نہیں۔ فرمایا کہ خدا نے جن کے قلوب کو بار محبت اٹھانے کے قابل تصور نہیں کیا ان کو عبادت کی طرف لگا دیا کیوں کہ معرفت الٰہی کا بار سوائے عبادت عارف کے اور کوئی برداشت نہیں کر سکتا اور اگر مخلوق اپنی ہستی کو پہچان لے تو خدا کی معرفت خود بخود حاصل ہو جاتی ہے، پھر فرمایا کہ بندے کو ایسا وقت ضرور نکالنا چاہئے جس میں اپنے مالک کے سوا کسی پر نظر نہ اٹھے، پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو تین چیزیں عطا فرماتا ہے اول دریا کی طرح سخاوت، دوم آفتاب کی طرح روشنی، سوم زمین کی عاجزی فرمایا۔ کہ علوم میں ایک ایسا علم بھی ہے، جس سے عالم

واقف نہیں اور زہد میں ایک ایسا زہد ہے جس کو زاہد بھی نہیں جانتے، اور اللہ تعالیٰ جس کو مقبولیت عطا فرماتا ہے اس پر ایک ایسا فرعون مقرر کر دیتا ہے جو ہر وقت اذیت پہنچاتا رہے فرمایا کہ گفتگو اور آواز و حرکت سب پردے کے باہر کی چیزیں ہیں لیکن پردے میں سوائے ہیبت و رعب اور خموشی کے کچھ بھی نہیں۔ اور بندے کو جس وقت تک قرب الٰہی حاصل نہیں ہوتا اسی وقت تک باتیں بناتا ہے لیکن جب حضوری حاصل ہوتی ہے تو سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ عارف وہ ہے جس کی نظر میں ہر برائی اچھائی میں تبدیل ہو جائے اور خدا شناس جنم کے لئے عذاب اور ناخدا شناس کے لئے جنم عذاب ہے لیکن خدا شناس کی راہوں میں بہت سے وہ لوگ آتے ہیں جو رات کو ایمان سے خالی ہو کر پلٹ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ انسانی خواہشات چھوڑ دینا در حقیقت واصل الی اللہ ہو جانا ہے اور جو واصل الی اللہ ہو جاتا ہے مخلوق اس کی فرمانبردار ہو جاتی ہے فرمایا کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ نے یہ محسوس کر لیا کہ امت محمدی میں ایسے خدا رسیدہ بھی ہیں جو تحت الثریٰ سے لے کر اعلیٰ علیین تک چھائے ہوئے ہیں تو انہوں نے بھی حضور اکرمؐ کی امت میں شمولیت کی دعا کی، لیکن اس قول سے مجھے اپنی برتری مقصود نہیں ہے۔ فرمایا کہ اگر تمہارے سامنے پوری دنیا کی نعمتیں بھی پیش کر دی جائیں جب بھی مسرور نہ ہونا۔ اور اگر اذیتیں پہنچیں تو مایوس مت ہونا کیوں کہ جس نے لفظ کن سے تمام عالم بنا دیا اس کے قبضہ قدرت سے کوئی شے خارج نہیں۔ فرمایا کہ جو شخص خود کو بہتر اور عبادت کو مقبول تصور کرتا ہے اور اپنے نفس کو بدترین نفوس میں شمار نہیں کرتا اس کا شمار کسی بھی جماعت نہیں ہوتا۔

خود شناسی: فرمایا کہ خود کو اپنے مرتبہ کے مطابق ہی ظاہر کرنا چاہئے یا جس قدر خود کو ظاہر کرتا ہے وہ مرتبہ حاصل کرنا چاہئے. فرمایا کہ عشاق کے لئے شوق ایسی راجدھانی ہے جس میں تخت فراق بچھا ہوا ہے، شمشیر ہجر رکھی ہوئی ہے اور وصل ہجر کے آغوش میں ہے اور شمشیر ہجر سے ہر وقت ہزاروں سر کاٹے جا رہے ہیں لیکن سات ہزار سال گزر جانے کے بعد بھی شاخ وصال کو کوئی بھی ہاتھ نہ لگا سکا۔

بھوک: فرمایا کہ بھوک ایک ایسا ابر ہے جس سے رحمت کی بارش ہوتی ہے۔ فرمایا کہ جو از روئے تکبر اشاروں کنایوں میں گفتگو کرتا ہے وہ خدا سے دور ہے اور جو مخلوق کی اذیت رسانی کو برداشت کرتا ہے اور مخلوق سے خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے وہ خدا سے بہت نزدیک ہے۔

ذکر الٰہی: فرمایا کہ خدا کی یاد کا مفہوم اپنے نفس کو فراموش کر دینا ہے اور جو شخص خدا کو خدا کے ذریعہ شناخت کرتا ہے وہ زندہ جاوید ہو جاتا ہے لیکن جو اپنے نفس کے ذریعہ خدا کو پہچاننے کی سعی کرتا ہے وہ فانی ہے۔ فرمایا کہ قلب عارف اس شمع کی طرح ہے جو فانوس کے اندر سے ہر سمت اپنا نور پھیلاتی رہتی ہے اور جس کو یہ مقام حاصل ہو گیا اس کو تاریکی کا خطرہ نہیں رہتا۔ فرمایا کہ دو خصلتیں مخلوق کی تباہی کا باعث بنتی

ہیں اول کسی بھی مخلوق کا احترام نہ کرنا. دوم خالق کے احسان کو ٹھکرا دینا۔

نصیحت۔ آپ کے ایک ارادت مند نے سفر میں جانے سے قبل نصیحت کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہیں کسی بری عادت سے واسطہ پڑ جائے تو اس کو اچھی عادت میں تبدیل کرنے کی سعی کرنا اور جب تمہیں کوئی کچھ دینا چاہے تو پہلے خدا کا شکر ادا کرنا بعد میں دینے والے کا۔ کیوں کہ اللہ ہی نے اس کو تم پر مہربان کیا ہے اور جب ابتلاء میں پھنس جاؤ تو مجھ سے کام لینا کیوں کہ صبر کی تم میں طاقت نہیں ہے۔

سوالات۔ جب آپ سے زہد کی تعریف پوچھی گئی تو فرمایا کہ زہد کی کوئی قدر و قیمت نہیں اور میں نے صرف تین یوم زہد کے عالم میں گزارے ہیں، ایک دن ازل میں اور دوسرا دن آخرت میں اور تیسرا دن وہ ہے جو ان دونوں دنوں سے علیحدہ ہے، پھر ندا آئی کہ اے بایزید! تیری قوت سے باہر ہے کہ تو ہمیں برداشت کر سکے میں نے عرض کیا کہ میری بھی یہی خواہش ہے۔ ندا آئی کہ تیری خواہش پوری ہو گئی۔ فرمایا کہ میں اس طرح راضی برضا ہوں کہ اگر کسی کو اعلیٰ علیین میں اور مجھ کو اسفل السافلین میں ڈال دیا جائے جب بھی اپنی موجودہ حالت پر خوش رہوں گا۔

قرب الٰہی۔ پھر لوگوں نے سوال کیا کہ انسان کو مرتبہ کمال کس وقت حاصل ہوتا ہے؟ فرمایا کہ جب مخلوق سے کنارہ کش ہو کر اپنے عیوب پر نظر پڑنے لگے، تو اس وقت قرب الٰہی بھی حاصل ہوتا ہے پھر سوال کیا گیا کہ ہمیں تو زہد و عبادت کی تلقین فرماتے ہیں لیکن خود اس جانب راغب نہیں آپ نے جواب دیا کہ اللہ نے زہد و عبادت کو مجھ سے سلب کر لیا۔ پھر کسی نے پوچھا کہ خدا تک رسائی کس طرح ممکن ہے فرمایا کہ نہ تو دنیا کی جانب نظر اٹھاؤ نہ اس کی باتیں سنو، اور اہل دنیا سے خود بھی بات کرنا چھوڑ دو۔ پھر لوگوں نے عرض کیا کہ ہم نے آپ کے کلام سے بہتر کسی بزرگ کا کلام نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ دوسروں کے کلام میں اقتباس ہوتا ہے اور میں بغیر تلبیس کے گفتگو کرتا ہوں کیوں کہ دوسرے لوگ تو ہم کہتے ہیں اور میں تو ہی تو کہتا ہوں۔

کسی نے آپ سے نصیحت کرنے کی استدعا کی تو فرمایا کہ آسمان کی جانب دیکھو اور یہ بتاؤ کہ اس کا خالق کون ہے؟ اس نے کہا کہ خدا نے تخلیق فرمایا ہے، آپ نے فرمایا کہ بس اس سے ڈرتے رہو، کیوں کہ وہ تمہارے ہر حال سے باخبر ہے۔ پھر کسی نے پوچھا کہ طالب بندے سفر و سیاحت سے کیوں خوش نہیں ہوتے؟ فرمایا کہ جب مقصود اپنی جگہ قائم ہے تو پھر اس کو سفر و سیاحت میں تلاش کرنا ممکن نہیں، پھر کسی نے سوال کیا کہ کیسے بندوں کی صحبت میں رہنا چاہئے؟ فرمایا کہ جو تمہاری عیادت کرے، جو تمہاری خطا معاف کرتا رہے اور حق بات تم سے کبھی نہ چھپائے۔ پوچھا گیا کہ آپ رات میں نماز کیوں نہیں پڑھتے، فرمایا کہ مجھے عالم ملکوت کے چکر لگانے ہی سے فرصت نہیں ملتی اس کے علاوہ لوگوں کی اعانت کرتا رہتا ہوں۔ سوال ہوا کہ

عارف کون ہے؟ فرمایا کہ جو دنیا میں رہ کر بھی تم سے دور بھاگتا ہے اور خواب میں نہ تو خدا کے سوا کسی کو دیکھے اور نہ کسی پر اپنا راز ظاہر کرے۔ پوچھا گیا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بھی وضاحت فرما دیجئے؟ فرمایا کہ دنیا کو چھوڑ دو تاکہ ان دونوں چیزوں کا قصہ ہی باقی نہ رہے۔ فرمایا کہ بحر معرفت میں غرق ہو کر امر بالمعروف کی شناخت ہوتی ہے اور بندہ نفس و مخلوق کی اعانت کے بغیر ہی قرب الٰہی حاصل کر لیتا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ کو یہ مراتب کیسے حاصل ہوئے؟ فرمایا کہ میں نے وسائل دنیاوی کو زنجیر قناعت میں جکڑ کر اور صدق کے صندوق میں بند کر کے مایوسیوں کے دریا میں غرق کر دیا۔ سوال کیا گیا کہ آپ کی عمر کتنی ہے؟ فرمایا کہ چار سال، اس لئے کہ میں صرف چار سال سے خدا کا مشاہدہ کر رہا ہوں اس سے قبل ستر سال محض قیل و قال میں گزر گئے۔ جن کو عمر میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

عزت۔ حضرت احمد خضرویہ نے آپ سے کہا کہ ابھی تک مجھ کو مقام نہایت تک رسائی حاصل نہیں ہو سکی، آپ نے فرمایا کہ تم عزت کی انتہا حاصل کرنے کی فکر میں ہو اور وہ باری تعالیٰ کی صفت ہے۔ جس کو مخلوق حاصل کر ہی نہیں کر سکتی۔ پھر لوگوں نے پوچھا کہ نماز کی صحیح تعریف کیا ہے، فرمایا کہ جس کے ذریعہ خدا سے ملاقات ہو سکے۔ لیکن اس سے ملاقات بہت دشوار ہے۔ سوال کیا گیا کہ آپ بھوکے رہنے کی تعریف کیوں کرتے ہیں، فرمایا کہ اگر فرعون فاقہ کشی کرتا تو "میں تمہارا رب ہوں" کہہ کر خدائی کا دعویدار نہ ہوتا۔ فرمایا کہ مغرور اس کو کہتے ہیں جو دوسروں کو کمتر تصور کرے اور مغرور کو بھی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ پھر کسی نے عرض کیا کہ آپ کا پانی کے اوپر چلنا بہت بڑی کرامت ہے۔ فرمایا کہ اس میں کوئی کرامت نہیں کیونکہ لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بھی پانی پر بہتے رہتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ آپ ہوا میں پرواز کر کے مکہ معظمہ صرف ایک شب میں پہنچ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ بھی کوئی کرامت نہیں کیوں کہ معمولی پرندے بھی ہوا میں پرواز کرتے ہیں اور جادوگر لوگ تو ایک شب میں تمام دنیا کی سیر کر لیتے ہیں۔ لوگوں نے مجاہدے کے متعلق غور کیا تو فرمایا کہ میں نے سو سال کی گوشہ نشینی کے بعد بھی خود کو ایک غار میں رہنے والی عورت کی طرح پایا اور جس وقت میں نے دنیا کو خیرباد کہہ دیا خدائے تعالیٰ سے مل گیا اور خدا سے کہا کہ میرا تیرے سوا کوئی نہیں اور جب تک تو میرا ہے سب کچھ میرا ہے اور جب اللہ نے میرے صدق کا مشاہدہ کر لیا تو میرے نفس کے عیوب دور فرما دیئے۔ فرمایا کہ مخلوق نے مجموعی طور پر جتنا خدا کو یاد کیا ہے میں نے تنہا یاد کیا جس کی وجہ سے خدا نے بھی مجھ کو یاد کیا اور اپنی معرفت سے مجھ کو حیات نو عطا کر دی۔ فرمایا کہ جس کو اطاعت خداوندی کی خلعت سے نوازا گیا وہ اس خلعت پر فریفتہ ہو کر رہ گیا لیکن میں نے خدا سے سوائے خدا کے کچھ طلب نہیں کیا۔

فرمایا کہ مجھے جب یہ خیال آیا کہ میں خدا کو دوست رکھتا ہوں تو غور کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ میں اس کو

دوست نہیں رکھتا بلکہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے۔ فرمایا کہ دوسرے لوگوں نے تو مردوں سے علم حاصل کیا لیکن میں نے ایسی زندہ ہستی سے علم سیکھا کہ جس کو موت ہی نہیں ہے۔ فرمایا کہ جب میں نے نفس کو اللہ کی جانب راغب کرنا چاہا اور وہ راغب نہ ہوا تو میں اس کو بھی چھوڑ کر خدا کی حضوری میں پہنچ گیا۔ فرمایا کہ جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی اور عالم ملکوت میرے مشاہدے میں آ گیا، تو مجھے وہاں سے رضا و محبت حاصل ہو گئے۔ فرمایا کہ مجھے یہ مرتبہ اس لئے حاصل ہوا کہ جس عضو کو رجوع الی اللہ نہ پایا اس سے کنارہ کش ہو کر دوسرے عضو سے کام نکالا۔ فرمایا کہ خداشناسی کے بعد میں نے خدا کو اپنے لئے کافی سمجھ لیا۔ فرمایا کہ بہت عرصہ سے نماز میں مجھے خیال آتا ہے کہ میرا قلب مشرک ہے اور اس کو زنار کی ضرورت ہے۔ فرمایا کہ عورتیں مجھ سے اس لئے افضل ہیں کہ وہ ماہواری کے بعد غسل کر کے پاک صاف ہو جاتی ہیں لیکن مجھے تمام عمر غسل کرتے بیت گئی مگر پاکی حاصل نہ ہو سکی فرمایا کہ اگر پوری زندگی میں مجھ سے ایک نیک کام بھی ہو جاتا تو میں خوفزدہ نہ رہتا۔ فرمایا کہ اگر روز محشر میں یہ سوال کیا جائے کہ تو نے فلاں کام کیوں کیا تو میں اس کو بہتر تصور کرتا ہوں کہ یہ پوچھا جائے کہ تو نے فلاں کام کیوں نہ کیا۔ فرمایا کہ اللہ مخلوق کے بھیدوں سے خوب واقف ہے اور ہر بھید کی جانب نظر ڈال کر فرماتا ہے کہ میں اس کو اپنی محبت سے خالی پاتا ہوں لیکن بایزید کے بھید کو اپنی محبت میں غرق دیکھتا ہوں۔ فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں خدا کی توحید سے زیادہ کا طلب گار ہوں، لیکن بیداری کے بعد میں نے عرض کیا کہ مجھے تیری توحید سے بڑھ کر کچھ نہیں چاہئے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سوال کیا کہ کیا خواہش رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا جو میرے لائق ہو۔ فرمایا گیا کہ خود کو چھوڑ کر چلے آؤ۔ فرمایا کہ لوگ مجھے اپنے جیسا خیال کرتے ہیں حالانکہ عالم غیب میں میرے اوصاف کا مشاہدہ کر لیں تو مر جائیں کیوں کہ میں ایک ایسے سمندر کی طرح ہوں جس کی گہرائی کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔

عرش کی حقیقت کے متعلق کسی نے آپ سے سوال کیا تو فرمایا کہ عرش تو میں خود ہوں۔ پھر کرسی کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ کرسی بھی میں خود ہوں اور پھر قلم کے متعلق بھی یہی فرمایا۔ اس کے بعد سائل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے تو اور بھی بہت سے مقرب بندے ہیں مثلاً حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس پر بھی آپ نے یہی فرمایا کہ وہ بھی میں ہی ہوں۔ پھر سائل نے ملائکہ کے لئے پوچھا تو جب بھی یہی فرمایا کہ وہ بھی میں ہی ہوں، یہ جواب سن کر جب وہ خاموش ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ حق میں فنائیت کے بعد تمام چیزوں کو اپنی ہی ہستی میں ضم پاتا ہوں اس لئے کہ حق میں سب چیزیں موجود ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے معراج کی کیفیت

آپ فرماتے ہیں کہ جس وقت مجھے تمام موجودات سے بے نیاز کر کے خدا نے اپنے نور سے منور فرمایا

اور تمام اسرار و رموز سے آگاہی عطا کی تو میں نے چشم یقین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا مشاہدہ کیا اور مجھے معلوم ہوا کہ میرا نور اس کے نور کے سامنے تاریک ہے، اور میری عظمت اس کی برتری کے سامنے قطعاً بے حقیقت ہے کیونکہ وہ مصفا تھا اور میرے وجود میں کثافت تھی اور جب میں نے اپنے نور و عظمت کے اندر اس کے نور و عظمت کو محسوس کیا تو یہ اندازہ ہو گیا کہ میری تمام عبادت و ریاضت میں اسی کا حکم نافذ ہے اور جب میں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا گیا کہ جب تک ہم کام کرنے کی قوت عطا نہیں کرتے اس وقت تک تو کچھ بھی نہیں کر سکتا کیوں کہ فاعل حقیقی تو ہم ہیں اور ہمارے ہی ارادے سے تمام چیزیں ظہور پذیر ہوتی ہیں اور جب خدا نے میری ہستی کو فنا کر کے بقا کا مقام عطا کیا تو اپنی خودی کا میں نے بے حجابانہ مشاہدہ کیا۔ گویا میں نے اللہ کو اللہ کے ذریعہ دیکھا اور اس کی حقیقت میں گم ہو کر گونگا، بہرہ اور جاہل بن گیا اور نفس کی بربریت کو درمیان سے فنا کر کے ایک عرصہ وہاں قیام کیا، پھر خدا نے مجھ کو علوم ازلی سے آگاہ فرما کر زبان کو اپنے کرم سے گویائی اور آنکھوں کو اپنے نور سے نور عطا کیا جس کے ذریعہ میں نے ہر شے میں اسی کی ذات کو جلوہ گر پایا اور اس کے علم سے علم حاصل کیا۔ پھر فرمایا گیا کہ میرا وجود سب کے ساتھ بھی ہے اور سب سے جدا بھی اور تجھے بلا وسائل کے تمام وسائل حاصل ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے ان چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔ مجھے تیرے وجود کے بغیر اپنا وجود بھی ناپسند ہے بلکہ تیرے وجود کا اپنے وجود کے بغیر بھی قیام چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ شریعت کو چھوڑ کر حد اعتدال سے نکل جا تاکہ تیری کوشش ہمارے لئے پسندیدہ ہو، میں نے عرض کیا کہ میری تمنا تو یہی ہے اور مجھے یہ بھی علم ہے کہ میری ذات نقص و عیب سے پاک ہے۔ فرمایا گیا کہ یہ بھید تجھے کیسے معلوم ہوا، میں نے عرض کیا کہ میرے علم کا سبب تو بخوبی جانتا ہے کیوں کہ تو ہی مجیب و مجاب ہے، پھر اس نے اپنی رضا سے مجھے مخاطب فرما کر شرف عطا کیا اور اپنی خوشنودی پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور قلب کی تاریکی اور نفس کی کثافت کو دور کر دیا اس وقت میں نے محسوس کیا کہ میری حیات کا تعلق ذات خداوندی سے ہے اور میں اس کے فضل و کرم سے ملبوس ہوں۔ پوچھا گیا اور کیا چاہتا ہے میں نے عرض کیا کہ تو سب سے زائد علیم و کریم ہے اس لئے تجھ کو ہی تجھ سے طلب کرتا ہوں صرف اپنا قرب عطا کر کے ماسوا سے نجات عطا کر دے، اسی طرح کے کلام کے بعد مجھے تاج کرامت عطا کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ تو نے حق کو دیکھ لیا اور پالیا میں نے عرض کیا کہ میں نے حق کو حق کے توسل سے پایا اور دیکھا۔ پھر میری حمد و ثنا کے صلہ میں ایسے پر عطا کئے گئے جن کے ذریعہ میدان عزت میں پرواز کرتے ہوئے میں قدرت کے صنائع کا مشاہدہ کیا۔ خدا نے اپنی قوت و زینت سے مجھے قوت و زینت بخشی اور تاج کرامت سر پر رکھ کر در توحید کھول دیا اور فرمایا کہ اب تیری رضا ہماری رضا ہو گی اور تیرا کلام کثافتوں سے پاک ہو گا اور تیرا ہمارے اوصاف سے وابستہ ہونے کا کسی کو علم بھی نہ ہو سکے گا۔ اس کے بعد مجھے از سر نو زندگی عطا کی گئی اور مکمل آزمائش کے بعد دریافت کیا گیا

کہ ملک کس کا ہے حکم کس کا ہے اور صاحب اختیار کون ہے؟ میں نے کہا کہ تیرے سوا کسی میں یہ اوصاف نہیں ہو سکتے۔ پھر جس وقت مجھے نظر قہر سے دیکھا گیا تو میری ہستی فنا ہو گئی اور میں نے صبر و سکون کا پیراہن پہن لیا جس کی بناء پر مجھے یہ مراتب تفویض کئے گئے کہ میرے قلب تاریک میں مسرتوں کا ایک امیدار یچہ کھولا گیا اور لسان توحید عطا کر کے میرے قلب کو اپنے نور سے منور کر دیا اور اپنی صنعتوں سے آنکھوں کو خیرہ بنا دیا اور اب میں اسی کی اعانت سے بات کرتا اور چلتا پھرتا ہوں اور اسی کے کرم سے وہ حیات ملی جس میں موت کا وجود ہی نہیں۔ پھر فرمایا گیا کہ مخلوق تیرے دیدار کی متمنی ہے۔ میں نے کہا کہ میں تو تیرے سوا کسی کو بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا لیکن اگر تیری یہی خواہش ہے کہ مخلوق میرا نظارہ کرے تو پھر میں راضی برضا ہوں لیکن پہلے مجھے وحدانیت سے آراستہ فرما دے تا مخلوق میرے اندر تیری وحدت و حقیقت کا مشاہدہ کر سکے اور میرا وجود درمیان سے منقطع ہو جائے پھر خدا تعالیٰ نے میری خواہشات کی تکمیل کے بعد مجھے تمام عالم کے سامنے پیش کر دیا اور جیسے ہی میں نے اس کی بارگاہ سے باہر قدم رکھا تو لغزش سے گر پڑا۔ اور فوراً یہ ندا آئی کہ ہمارے دوست کو واپس لے آؤ کیونکہ وہ ہمارے بغیر نہ رہ سکتا، نہ چل پھر سکتا ہے۔ پھر حضرت بایزید نے فرمایا کہ میں تیس سال تک وحدانیت کی فضاء میں پرواز کرتا رہا اور تیس سال فضائے الوہیت میں اڑتا رہا اور تیس سال تک فضائے یکتائیت میں پرواز کی اور جب نوے سال مکمل ہو گئے اس وقت میں نے بایزید کو دیکھا اور محسوس کیا کہ جو عالم نظروں سے گزرا ہے وہ بایزید ہی نے دیکھا۔ پھر چار ہزار مراتب طے کرنے کے بعد کمال اولیاء کے درجہ تک پہنچا اور جب خود کو نبوت کے ابتدائی درجہ میں دیکھا تو یہ تصور کر لیا کہ شاید اتنا عظیم مرتبہ کسی کو حاصل نہیں ہوا لیکن غور و فکر کے بعد معلوم ہوا کہ میرا سر ایک نبی کے قدموں کے نیچے ہے اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ ولایت کی انتہا نبوت کی ابتدا ہوا کرتی ہے لیکن نبوت کی کوئی انتہاء نہیں اس مقام سے جب میری روح فردوس و جہنم اور ملائکہ کے مشاہدے کے لئے روانہ ہوئی تو وہاں انبیاء کرام سے شرف نیاز حاصل ہوا اور میں نے سلام کیا لیکن جس وقت میری روح حضور اکرمؐ کے روبرو پہنچی تو دیکھا کہ آگ کے دریا میں ایک راستہ ہے اور نور کے ہزاروں حجابات درمیان میں حائل ہیں جس کی وجہ سے میری روح دیدار سرکار دو عالمؐ سے محروم رہ گئی اور مجھ پر ہیبت کی وجہ سے غشی طاری ہو گئی اور جب ہوش میں آیا تو میں نے دور ہی سے حضورؐ کی خدمت میں سلام پیش کیا اور اس طرح مجھے قرب خداوندی تو حاصل ہوا لیکن اس کے محبوب کے قرب تک رسائی حاصل نہ ہو سکی کیوں کہ یہ امر واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ہر بندے کے ہمراہ اور قریب ہے اور ہر بندہ اپنے معیار کے مطابق اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے لیکن حضورؐ کی زیارت اسی وقت نصیب ہو سکتی ہے جب الا اللہ کی منزل سے گزر جائے اور ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ اللہ اور اس کے محبوب کی راہیں گو ایک ہیں لیکن زیارت محبوب کے لئے تاب نظارہ کی ضرورت ہے جس

طرح حضور بوتراب کے ایک ارادت مند نے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا لیکن بایزید کا حوصلہ نہ ہو سکا۔ پھر حضرت بایزید نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے مشاہدہ کیا اس سے یہ اندازہ ہو گیا کہ جب تک خودی کا ازالہ نہ ہو جائے خدا کا راستہ ملنا محال ہے اور جب میں نے سوال کیا کہ میں نے اپنی خودی کا ازالہ کس طرح کروں؟ تو جواب ملا کہ یہ مقام صرف اتباع نبوی ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔

حضرت مصنف کہتے ہیں کہ مجھے حیرت ہے کہ جو بزرگ دین وقار نبوی سے اس درجہ باخبر ہوں کہ ان کے اقوال سے لوگ ایسا مفہوم کیوں اخذ کر لیتے ہیں جس میں حضور اکرم کی تحقیر کا پہلو نکلتا ہو۔ جیسا کہ حضرت بایزید سے پوچھا گیا کہ کیا تمام مخلوق قیامت میں حضور اکرم کے علم کے نیچے ہوگی۔ فرمایا کہ قسم ہے کہتا ہوں کہ میرے علم کے نیچے مخلوق کے علاوہ انبیاء کرام بھی ہوں گے لیکن لوگوں نے یہ مفہوم اخذ کر لیا کہ بایزید نے خود کو حضور اکرم سے بھی زیادہ افضل تصور کر لیا لیکن یہ مفہوم سمجھنا ایک مہمل سی بات ہے بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ تک اس حد تک رسائی حاصل کر لی تھی کہ آپ کی زبان خدا کی زبان بن چکی تھی اور آپ کا قول حقیقت میں اللہ کا قول تھا اور یہ بھی تسلیم کر لینا چاہئے کہ لوائی اعظم من لواء محمد یا سبحانی ما اعظم شانی جیسے کلمات آپ کی زبان سے نکلے لیکن درحقیقت خدا تعالیٰ نے آپ کی زبان سے گفتگو فرمائی۔

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کی مناجات

آپ اپنی مناجات میں یہ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ! میرے اور اپنے درمیان سے دوئی کا حجاب ختم فرما دے تاکہ میں تیری ذات میں فنا ہو جاؤں، اے اللہ! جب تک میں خودی میں جتلا رہا سب سے ادنیٰ رہا۔ لیکن جب تیری معیت نصیب ہوئی اس وقت میں سب سے اعلیٰ و برتر ہو گیا۔ اللہ فقر و فاقہ سے تیرا قرب حاصل ہوا اور تیرے الطاف کریمانہ نے میرے فقر و فاقہ کو نیست و نابود کر دیا۔ اے اللہ! میں علم و زہد نہیں چاہتا بلکہ رموز مجھ پر آشکار فرما دے۔ اے اللہ! تیرے ہی فضل نے مجھے مجھ سے روشناس کیا اور اس لئے میں تجھ پر ناز کرتا ہوں۔ اے اللہ! قلب کے لئے بہترین شے تیرا الہام اور غیب کی راہوں میں سب سے افضل تیرا نور ہے۔ اور سب سے عمدہ ہے وہ حالت جس کا انکشاف مخلوق کے لئے دشوار ہے اور بہترین ہے وہ زبان جو تیرا وصف بیان کرنے سے قاصر رہے کیوں کہ اگر انسان تیرے اوصاف بیان کرنا چاہے تو پوری زندگی میں تیرے اوصاف کا معمولی سا حصہ بھی بیان نہیں کر سکتا۔ اے اللہ! یہ بات تعجب خیز نہیں کہ میں تجھ کو اپنا دوست تصور کرتا ہوں بلکہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ تو مجھ کو اپنا دوست سمجھتا ہے کیوں کہ تو مختار کل اور صاحب قوت ہے اور میں ایک کمزور و محتاج بندہ ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے خوفزدہ رہتا تھا لیکن تو نے اپنے کرم سے میرا خوف دور کر دیا جس کی وجہ سے میں ہمہ اوقات مسرور و شادماں رہتا ہوں۔ اور تو نے مجھے اپنی بارگاہ میں

بار یاب فرمایا جس کا میں کسی طرح بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اے اللہ! میں اپنی عبادت و ریاضت پر نازاں نہیں ہوں بلکہ یہ بات قابل فخر ہے کہ تو نے اپنے احکامات کی بجا آوری کے لئے قوت و طاقت عطا کر کے عظمت بزرگی سے سرفراز فرمایا۔ اے اللہ! میرا شمار تو ان آتش پرستوں میں کر لے جو ستر سال آتش پرستی میں مبتلا رہے اور آخری عمر میں صحرائے گمراہی سے نکل کر وادی ہدایت میں پہنچے اور اسلام میں داخل ہو کر ان میں تیرا نام لینے کا ذوق پیدا ہو گیا۔ اے اللہ! نہ تجھے کسی سبب کی حاجت ہے اور نہ قبولیت کے لئے کسی عبادت کی اور نہ تیرے یہاں کی یہ رسم ہے کہ کثرت گناہ کی بنا پر گنہگاروں کو کسی طرح معاف ہی نہ کرے، بلکہ تجھے کلی اختیار ہے کہ جس کو چاہے معاف کر کے اپنے قرب سے نواز دے۔ اے اللہ! گو میں نے اپنے نزدیک بہت ہی نیک کام انجام دیئے لیکن وہ تیری بارگاہ میں قبولیت کے ہرگز قابل نہیں لہٰذا ان کو نظر انداز فرما کر صرف اپنے رحم و کرم سے میری مغفرت فرما دے۔

آپ ہمہ اوقات اللہ اللہ کا ورد جاری رکھتے اور عالم نزع میں بھی آپ کی زبان پر اللہ ہی کا نام تھا اور موت سے قبل آپ نے فرمایا کہ اے اللہ! میں دنیا میں بربنائے غفلت تیری عبادت سے محروم رہا اور اب آخری وقت میں بھی تیری عبادت سے غافل ہوں اس کے باوجود بھی تیری رحمت کا متمنی ہوں۔ یہ کلمات زبان پر تھے کہ روح مبارک اعلیٰ علیین کی جانب پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کسی نے خواب میں دیکھ کر آپ سے سوال کیا کہ تصوف کا کیا مفہوم ہے؟ فرمایا کہ راحتوں کو چھوڑ کر مشقتیں برداشت کرنے کا نام ہی تصوف ہے۔

جب شیخ ابو سعید اور ابو الخیر آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو کچھ دیر قیام کر کے چلتے وقت فرمایا کہ یہ وہ ٹھکانہ ہے جہاں کھوئی ہوئی چیز مل جاتی ہے۔

باب۔ ۱۵

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف۔ آپ علوم ظاہری و باطنی سے مرصع اور شریعت و طریقت سے آراستہ تھے۔ اور علماء اور صوفیاء دونوں ہی آپ کے مراتب کے پیش نظر بے حد تعظیم و احترام کرتے تھے اور عظیم تر مشائخین آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اس کے علاوہ آپ کی تصانیف و کرامات کثرت سے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری اور حضرت فضیل بن عیاض نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا تو ثوری نے کہا کہ اے مرد مشرق تشریف لائیے اور حضرت فضیل نے کہا اے مرد مغرب اور جو مغرب و مشرق کے درمیان ہے تشریف لائیے حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ جس کی تعریف میں حضرت فضیل جیسے بزرگ رطب اللسان ہوں ان کے اوصاف بھلا میں کیا